Spare Copy

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیاں بینی | وہ ابہی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

(ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء مطابق ۱۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ | جلد ۱۱

غزل

از صوفی تصور حسین صاحب مہاجر قادیان

لکھے توصیف احمد کس کی جاں ہے | خدا جب اوس کا خود ہی مدح خواں ہے
جو عشق احمدی میں خستہ جاں ہے | اوسے حاصل حیاتِ جاوداں ہے
عجب برتر امام قادیاں ہے | خرد سے اوس کا بالاتر مکاں ہے
خدا کا دوست خلقت کا پیارا | جہاں میں کوئی ایسا دلستاں ہے
ہر اک انداز ہے اوس کا نرالا | حسینوں مہ جبینوں کی وہ جاں ہے
کہے حق جس سے میں تجھ سے تو مجھ سے | ٹھکانا اوس کے رتبہ کا کہاں ہے
زبان اوس کی زبان حق ہے گویا | جبیں سے اوسکی نورِ حق عیاں ہے
خلیق و خندہ رو شیریں سخن ہے | گل رخسار اوس کا گلستاں ہے
ہے اوسکی چال میں شاہانہ انداز | وہ اپنے وقت کا سلطاں نشاں ہے
سخن اوس کا سخن سنجوں کے دل میں | برنگ ابر نیساں درفشاں ہے
ملا جو اوس سے حق سے مل گیا وہ | خدا کا اوس پہ لطف بیکراں ہے
اویس خستہ و دلریش خوش ہے | کہ مہمانِ مسیحائے زماں ہے

دیگر

سروش خوشخبر مژدہ رساں ہے | کہ دورِ احمدؐ آخر زماں ہے
بناز اے طالع فرخ بصد ناز | کہ تیرا کس بلندی پر مکاں ہے
ہمیں قسمت پہ اپنی کیوں نہو ناز | کہ پایا ہم نے یہ فرخ زماں ہے
نصیبہ اپنا کیسا ہے سکندر | خدا ہم پر ہمارا مہرباں ہے

ہمیں فضل خدا اس در پہ لایا
جہاں سو سو بلا میں مبتلا ہے
مریضانِ دل و دیں کیوں نہ آئیں
کرو اس در پہ آ کر جبہ سائی
چلو لوگو کرو جاں اوس پہ قرباں
اسی کے قدموں کے نیچے ہے جنت
میں ہوں سو جاں سے اوس دلبر پہ قرباں
مخالف ہیں سیہ بختی سے محروم
ہزاروں شک کی دلدل میں پھنسے ہیں
نشاناتِ سماوی دیکھ کر بھی
سمجھ کو ان کی یارب ہو گیا کیا
سمجھتے ہیں نہیں نادان اتنا
ہمیشہ حق رہا سچوں سے راضی
ڈرو حق سے نہ عقبیٰ کو بگاڑو
نہ بھولو غفلت و نخوت کو چھوڑو
خدا تک پہونچنے کا صرف پیارو
محمدؐ احمدؐ احمدؐ ہے محمدؐ
ادا شکر خدا کیونکر کروں میں
یہ مخفی راز اس نے مجھ پہ کھولا
نہ غیروں کی طرح مجھکو کیا خوار
اویس خستہ پہ پاشاہ ڈالا

[illegible] دل کا کہاں ہے
ہمارا قادیاں دارالاماں ہے
چلو وقت مسیحائے زماں ہے
[illegible] در امن واماں ہے
جو تم کو خواہش باغ جناں ہے
اسی کی پیروی تو نور جاں ہے
کہ احمد [illegible] دلستاں ہے
کہ اون کا نور حق سے بدگماں ہے
مسلمانوں میں خوے کافراں ہے
وہی بد قسمتوں کو بدگماں ہے
کہ اوس دیں میں ہر اک ابلہ ساں ہے
کہ جھوٹے کا مؤید آسماں ہے
اور اب وہ کاذبوں پر مہرباں ہے
سنبھل جاؤ کہ وقت امتحاں ہے
عزیزو زندگی آب رواں ہے
امام وقت ہی اک نردباں ہے
جو وہ سمجھے دوئی کا میزباں ہے
زباں کو میری یہ طاقت کہاں ہے
کہ ابتک جبیں سرگرداں جہاں ہے
ترا احسان خلاق جہاں ہے
کرم کیجئے کہ کلفت میں پڑا ہے

حکیم محمد الدین صاحب امرتسری کا استفسار

جناب حکیم صاحب! چند روز ہوئے کہ ہمکو آپکا ایک اشتہار بذریعہ بھائی جان جناب احمد حسین صاحب فرید آبادی رفیق انجمن اسلامیہ امرتسر پہونچا ہے جسکا عنوان آپنے یہ رکھا ہے کہ "مرزا غلام احمد قادیانی کی نرالی چال" جسمیں آپنے بہت سی باتیں بنانے کے علاوہ حضرت مرزا صاحب قبلہ پر یہ الزام لگایا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت اقدس کا مولوی ثناء اللہ امرتسری اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ طلب کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات پر حملہ کیا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعوی کیا تھا اور بڑے زور و شور سے کئی ایک قبیلوں کو اپنے دام میں کر لیا تھا بلکہ مدینہ طیبہ میں آنحضرت صلعم کیساتھ گفتگو کرنیکو بھی گیا تھا اور دو بدو گفتگو بھی کی تھی اور اپنی جھوٹی نبوت کو آنحضرت صلعم کے سامنے پیش بھی کیا تھا مگر اوسکی زندگی میں آنحضرت صلعم فداہ روحی کا انتقال ہوا اور مسیلمہ زندہ رہا وغیرہ وغیرہ اور پھر یہ دریافت کرتے ہیں کہ کیا مسیلمہ کو صادق مان لیا جاوے؟ اور آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) کاذب؟ جوابًا عرض ہے کہ یہ آپکا اختیار ہے آپکو کوئی نہیں روک سکتا کہ مسیلمہ کذاب کو صادق تسلیم کریں یا کسی اور کذاب اور مفتری نبی کو کیونکہ جو شخص صادق نبی اور اوس کے نشانات کا منکر ہوگا اور خواہ مخواہ اوسکے جھوٹے اور کذاب ثابت کرنیکی ہی دھن میں رہیگا اوس کے لیے آخر کو یہی سزا مقدر ہو جاتی ہے کہ وہ کذاب اور مفتری کو ہی قبول کرے چنانچہ آپکو معلوم ہوگا کہ آنحضرت صلعم کے وقت میں جو جناب جیسے دل و گردہ رکھنے والے تھے اونہوں نے آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات دیکھنے کے بعد بھی آپ کو قبول نہ کیا مگر مسیلمہ کو قبول کر لیا اور بہت جلد قبول کر لیا پس اندریں صورت آپکے لیے یہ کوئی مشکل امر نہیں کہ آپ بحالت یہ کہ آنحضرت صلعم کے بہت سے نشانات اور معجزات کا انکار کر چکے ہیں اور ایسے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات کا۔ چہ مسیلمہ کو یا کسی اور کو قبول کریں اور صادق مان لیں۔ آپکو معلوم رہے کہ آنحضرت صلعم نے اسوقت کے متعلق جسقدر نشانات اور علامات بیان کئے تھے اور مہدی معہود و مسیح موعود کے زمانہ کے متعلق جو جو نشانات بیان کئے تھے جنمیں سے ایک خسوف کسوف بھی تھا جو اور نشانات کے ساتھ ظاہر ہو چکا ہے جب ان تمام کا ماننا آپکے نزدیک اپنی ہتک کرنا ہے تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپکا آنحضرت صلعم یا مسیح موعود کی صداقت سے انکار کیجئے اور صرف یہ حجت تراشنا کہ مسیلمہ کذاب نے آپ سے گفتگو بھی کی تھی اور مسیلمہ کذاب کی زندگی میں آنحضرت صلعم وفات پا گئے تھے اور اسطرح انکار کر دینا کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ اس کے علاوہ آپ لوگوں کے دل اس قسم کے ہی ہو گئے ہیں کہ آپ کے دوست مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جنکی حمایت میں آپنے یہ اشتہار شائع کیا ہے باوجودیکہ انکو اصل دین آمدہ کلام اللہ عظیم دانی کا دعوی رہا ہے یہ بھی ڈینگ ہانکی ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے دیکھو اہلحدیث ۳۰ جلد ۳ (حالانکہ کلام اللہ نے من یرتد منکم الخ میں صاف بتا دیا ہے کہ بعض کج فہم مرتد بھی ہونگے) اور یہ ثابت ہے کہ آنحضرت صلعم سے اکثر لوگ مرتد بھی ہوئے خاصکر کاتب الوحی بھی اور ایسے ہی دوسرے انبیاء سے بھی ہوئے اور یہ آپ کا بیت کردہ مسیلمہ کذاب بھی مرتدوں میں سے تھا۔ پس اسصورت میں جبکہ ایکطرف آپ آنحضرت صلعم کے نشانات کے منکر ہیں دوسری طرف آپ کا اور آپکے دوستوں کا یہ عقیدہ ہے کہ مرید کا مرتد ہونا مرشد کے کاذب ہونیکی دلیل ہے آنحضرت صلعم کی صداقت سے باغی ہو جاویں تو ممکن ہی نہیں بلکہ قرین قیاس بھی ہے*

مگر یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ مرزا صاحب قبلہ کا خدائی فیصلہ اپنے اور ثناء اللہ کے درمیان کرانا تو آنحضرت صلعم پر حملہ ہو گیا۔ لیکن مرزا صاحب اور مولوی ثناء اللہ کے درمیان محمد رسول اللہ صلعم و مسیلمہ کذاب کے قصہ کو پیش کرنا جناب نے کس وجہ سے مناسب سمجھا اور اسمیں آپکا اصل منشاء کیا ہے؟ آیا آپ نے ثناء اللہ کو آنحضرت صلعم سے تشبیہ دی ہے اور مرزا صاحب کو (نعوذ باللہ) مسیلمہ سے؟ اگر یہی بات ہے تو کیا اسمیں آنحضرت صلعم کی ذات پاک پر آپ نے حملہ نہیں کیا جو کہ مولوی جیسے مولوی کو آنحضرت سے تشبیہ دیدی؟ دوسرے یہ کہ کیا ثناء اللہ کو بھی کبھی یہ حوصلہ ہوا کہ اوسنے ایسا دعوی کیا ہو کہ گویا وہ بمنزلہ محمد رسول اللہ صلعم ہے یا کسی اور انبیاء سے مشابہت رکھتا ہے؟ اگر ثناء اللہ نے ایسا نہیں کہا اور ہرگز نہیں کہا ہوگا تو آپ نے اوسکی ذات پر ایسا افترا کیوں کیا؟ کیا اونہوں نے آپ کو کوئی ایسی تحریر دی ہے جسمیں یہ اجازت آپکو حاصل ہے کہ آپ اونکی نسبت ایسا بڑا افترا کریں جسکا کبھی اوسکو حوصلہ نہیں پڑا؟ ایسا ہی کیا اسکا بھی کوئی آپکے پاس ثبوت ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلعم کے اور اپنے درمیان بذریعہ دعا ایسا خدائی فیصلہ طلب کیا تھا یا آنحضرت صلعم نے ایسی دعا کی تھی جسکا مفہوم یہ ہو جیسے کہ جناب مرزا صاحب قبلہ نے ثناء اللہ اور اپنے درمیان خدائی فیصلہ کی دعا حضرت احدیت میں کی ہے؟ اور اگر نہیں تو ثناء اللہ اور مرزا صاحب کے معاملہ میں ایسی لغو کارروائی کرنی چہ معنی دارد؟ کیا مسیلمہ کذاب وہی نہیں ہے جس نے نبوت کا دعوی کرکے صرف چند عرصہ میں اپنی ہلاکت اور تباہی سے ثابت کر دیا کہ وہ جھوٹا اور محض بناوٹی نبی تھا؟ کیا آنحضرت صلعم وہی نبی نہیں کہ جسنے بیکسی اور بے بسی کی حالت میں نبوت کا دعوی کرکے ایسے وقت میں اپنے مولا کریم کے جان سپرد کی کہ جسوقت میں اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا الخ کا اوراس سن لیا اور ۲۳ برس کی کامیاب زندگی سے ثابت کر دیا کہ جھوٹا مرد دو مقتدر نہیں پاتا کہ اتنے عرصہ تک افترا پردازیاں کرے پھر کس مونہہ سے تو صادق کی صدق جھٹلاتا ہے؟ کچھ شرم و حیا کر آخر مرنا ہے یاد رکھ کہ مولوی ثناء اللہ کا خدا کے صادق مسیح کے مقابل دعا مباہلہ کے لیے نہ نکلنا اور بیہودہ حیلے بہانے کرکے ٹالنا اور اپنی شوخیوں سے بھی باز نہ آنا یہی ثابت کرتا ہے کہ اون میں اور ان میں کچھ فرق نہیں جو آنحضرت صلعم کے وقت میں نجران میں رہتے تھے اور جنکو سید الابرار نے دعائے مباہلہ کیلئے بلایا تھا اور مخصیصہ جمعیاد فلوبہم شتی کا مصداق ہونا تو ثناء اللہ اہلحدیث نمبر ۴ جلد ۳ میں اقرار کر چکا ہے جس سے ثابت ہو گیا ہے کہ آیت ولا یتمنونہ ابدا الخ کی ہی تحدی اور صداقت کا ثبوت ہے جو وہ دعائے مباہلہ سے حیلے بہانے کرتا رہا ہے اور اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ثناء اللہ اپنے آپ کو شرح صدر سے مومن الیقین نہیں کرتا ورنہ یہ تاکید تھا کہ اصل دین آمدہ کلام اللہ عظیم دانی کی ڈینگ مار کر لن یجعل اللہ للکافرین علی المؤمنین سبیلا کو نظر انداز کرکے مرزا صاحب سے دعا مباہلہ سے گریز کرتا جنکو وہ یقینا کافر دجال وغیرہ (نعوذ باللہ) جانتا ہے۔

غرضیکہ اس تمام تحقیقات سے جو کچھ نکلتا ہے وہ تو عرض کر دیا گیا مگر اب یہ بتلانا آپکا فرض ہے کہ آپ اپنا اعتقاد مولوی ثناء اللہ کی نسبت ظاہر فرما دیں کیا آپ اوسکو مسیلمہ مانتے ہیں یا محمد رسول اللہ صلعم یا کسی اور نبی جیسا؟ اگر نبی کریم جیسا یا کسی دوسرے نبی جیسا تو اس کا ثبوت پیش کریں جہاں پر اوس نے خود ہی یہ دعوی کیا ہو نیز یہ بھی تحریر فرماویں کہ اوسکے دعوی کرنے پر مولوی صاحبان نے کیا کچھ اوس کے ساتھ مہربانیاں کیں؟ کیا وہ جو کچھ عرصہ ہوا کہ اوس پر فتوے لگے تھے وہ اسی دعوی کے متعلق تو نہیں تھے؟ اور اگر مسیلمہ سمجھتے ہیں تو چونکہ مسیلمہ آنحضرت صلعم پر ایمان لا کر مرتد ہوا تھا اور بعد اس کے نبوت کا دعوی کیا تھا۔ لہذا یہ ثبوت درکار ہے کہ ثناء اللہ کسوقت مرتد ہوا اور کس وقت اوس نے مسیلمہ جیسے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا؟ کیا مرتد ہونا م

* کیونکہ اگر آپکا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو اسکی تردید کرتے۔

پوسٹماسٹر جنرل پنجاب کی توجہ طلب

محکمہ ڈاک خانہ کے متعلق جسقدر مضامین ہیں نے آج تک شایع کیے ہیں میں بڑی خوشی اور مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ صاحب پوسٹماسٹر جنرل نے انپر علے العموم توجہ فرمائی ہے۔

اور مجھے جب سے صاحب ممدوح سے ذاتی نیاز حاصل ہوا ہے میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ اصلاح کے کاموں میں پبلک اور پی ٹشن کی بڑی قدر کرنے والے ہیں انہیں قدرت نے سوچنے والا دماغ عطا کیا ہے پچھلے دنوں میں نے جو ان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی تھی کہ اکثر مقامات پر جہاں ہندو پوسٹماسٹر ہیں وہاں ڈپٹی مسلمان ہونا چاہئے آپ نے اکشن لیا ہے اور مناسب اصلاح آپ کر رہے ہیں۔ ایک قوم کے عنصر کا بڑھ جانا انتظامی طور پر بھی خطرناک ثابت ہوا ہے اور صاحب پوسٹماسٹر جنرل اس امر کو مشاہدہ کر چکے ہیں اگرچہ صاحب ممدوح نے میری تحریروں پر توجہ فرما کر اپنا فرض منصبی ادا کیا ہے مگر میں اس کے لیے ان کا ممنون ہوں میں انشاء اللہ سعی کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہو صحیح واقعات ان تک پہونچائے جاویں۔ اب میں ایک اور ضروری امر صاحب ممدوح کی توجہ کے لیے پیش کرتا ہوں امید ہے اسپر جلد نوٹس لیں گے۔

پچھلی مرتبہ ڈاکخانہ دہلی کے بارہ میں عرض کیا تھا کہ وہاں پر کل اسٹاف ہندو ہے اب جو ہم فسٹ کلاس ہیڈ آفس کیطرف نظر کرتے ہیں تو ہم کو کل کے کل ایسے ہی نظر آتے ہیں مثلاً پشاور ہیڈ آفس میں انگریز پوسٹماسٹر ہے جن کے ڈپٹی لالہ شنگل سین صاحب مستقل اور بابو بدھاوا رام صاحب قایم مقام ہیں۔ بابو ٹھاکر سنگھ صاحب سب پوسٹماسٹر پشاور شہر مستقل اور بابو دولت رام صاحب قائم مقام ہیں بابو نوبت رائے صاحب ہیڈ کلارک اور بابو لاجپت رائے صاحب اکاونٹنٹ کلارک للعہ اور بابو جے رام اور بابو رامجی داس اور کندن لال للعہ گریڈ میں بابو دیو کی نندن شیو پرشاد رامجی اس غلام دت لالہ گنپت رائے کلارک پشاور شہر۔ اور ٹون انسپکٹر موتی رام صاحب ہیں۔

ایسا ہی حال راولپنڈی ہیڈ آفس کا ہے یعنے اسجگہ پر پوسٹماسٹر صاحب تو یوروپین ہیں اور ڈپٹی پوسٹماسٹر صاحب بابو نانک چند صاحب ہیں اور اسسٹنٹ پوسٹماسٹر صاحب پنڈت سیرا نند صاحب ہیں اکاونٹنٹ منشی نور محمد ہیڈ کلارک لکشمی دہر سے گریڈ میں بابو نرنجن داس و بابو کریم بخش اور ے کے گریڈ میں بابو بیلی رام جنکی جگہ پر بابو برج لال آئیوا لے ہیں بابو مرلی رام بابو کندن لال بابو رلا رام و بابو لابھ دین میں اور للعہ کے گریڈ میں بابو بھوانی پرشاد کرپال سنگھ عبد القادر محمد بخش محمد حاضر خاں مولچند ہیں۔ اب اس موقعہ خیال کرنیکا مقام ہے جب اسقدر ہندو اسٹاف ہو تو بیچارے مسلمان کلارکوں کا کیا حال ہوگا اس سے تو یہی بہتر ہوتا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو چیدہ چیدہ مسلمان کلارک ہیں انکو کسی دوسری جگہ تبدیل کر دیا جاتا تاکہ جو جو تکالیف ان کے ہاتھ سے مسلمانوں کو پہونچتی ہیں نہ پہونچتی۔ اس موقع پر یہ بھی ظاہر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ راولپنڈی ہیڈ آفس میں جو آرام کی برانچیں ہیں ان میں سب ہندو کلارک لگائے گئے ہیں مثلاً کارسپانڈنٹ برانچ بابو کرپا رام جو کہ ایک للعہ روپیہ ماہوار کا کلارک ہے ہیڈ آفس کی برانچ ہے اور بابو مہر چند اور بابو بدری ناتھ جو کہ ے روپیہ کے کلارک ہیں ان کے اسسٹنٹ ہیں اب اس موقع پر ہم یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جو مسلمان کلارک جو دفتر میں کام کر رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی اس قابل نہیں کہ کارسپانڈنٹ میں کام کر سکے گیا کام ڈاکخانہ ان ہر سہ کلارکان کو یاد رہ سکیگا جس حالت میں کہ ایک عرصہ دراز سے اس برانچ میں کام کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو ہر پہلو سے تکلیف دیتے رہتے ہیں اور افسروں کے سامنے چغلیاں کھا کر مسلمانوں کی بدگوئیاں کر کے انکو نقصان پہونچا رہے ہیں بابو نرنجن داس جو کہ ایک معقول تنخواہ کے کلارک ہیں کیا کبھی ان کو منی آرڈر یا رجسٹری یا سیونگ بنک کے برانچ میں لگا کر بھی اوس کا کام ملاحظہ کیا گیا ہے یا صرف ڈلیوری اور سارٹنگ میں ہی کام کر سکتے ہیں عرصہ سیدیوم کا ہوا کہ پوسٹماسٹر صاحب نے بابو کندن لال کو ہیڈ رجسٹری کلارک کیا تھا پھر کیا وجہ ہوئی کہ ان کو فوراً ہی اپنی اصل جگہ پر ہیڈ پارسل کلارکی پر واپس کر دیا گیا بابو مولچند جو صرف کی رسیدیں ہی لگانے کے قابل ہیں للعہ روپیہ کی کلارکی اور رسیدیں چسپاں کرنا یہ آرام کی مدیں نہیں اور کیا ہیں۔ ٹون سب آفسوں کو نظر کرو تو وہاں بھی اندھیر مچا ہوا ہے راولپنڈی کچہری میں بابو میا داس صاحب سب پوسٹماسٹر ہیں شہر میں بابو بدھاوا رام سمٹری روڈ ڈاکخانہ ہے اوسمیں بابو دنی چند ہیں گنج میں بابو بسنت سنگھ ہیں صدر بازار میں بابو پریم داس لال کرتی میں البتہ منشی عبد الحکیم ہے تو اسکی بھی خیر نہیں ہے اوس کے برخلاف بہت سی شکایتیں ان ہندو کلارکوں کے اغوا سے ہو رہی ہیں دیکھئے اس بیچارے کے ساتھ کیونکر گذرتی ہے میری رائے میں تو اس بیچارے کو کسی ہیڈ آفس میں تبدیل کر کے منی آرڈر کا ہیڈ کلارک کر دیں تو بہتر ہے تاکہ جو نقصانات ہندوؤں کے ہاتھ سے اس کو پہونچتے ہیں نہ پہونچیں۔ کیونکہ اس برانچ میں پیشتر ہی اس شخص نے کام کر لیا ہے اور بجائے دو آدمیوں کے اکیلے سے کام لیا گیا تھا جسکے واسطے کہ اس کو نالایق کر دیا جاوے اور سب سے تنزل کرائے عہدے پر پھر واپس کرایا جاوے مگر خداوند کریم کی مہربانی شامل حال تھی تو اس مرحلہ کو طے کر لیا تھا اب سب پوسٹماسٹری سے دیکھئے کیونکر نجات ملتی ہے۔ علے ہذا القیاس انبالہ کے ہیڈ آفس کو ملاحظہ کریں معلوم ہو جائیگا کیا حال ہے۔ پوسٹماسٹر صاحب یوروپین ہیں۔ بابو کرپا رام صاحب ڈپٹی پوسٹماسٹر ہیں بابو بشن داس اکاونٹنٹ اور بابو نہال سنگھ ہیڈ کلارک گوبند رام کلارک دوم۔ بابو مکرجی صاحب کلارک تنخواہ ے پر مقرر ہیں اور اسی گریڈ میں بابو راما نند ہیں اور ے کے گریڈ میں بابو رام جیپال لوکناتھ و ٹیکن چند اور سید احمد ہیں اور للعہ گریڈ میں بابو گنپت لال ٹون انسپکٹر اور عبد الغنی کانشی رام بابو سیتا رام سری کشن بھگوانداس ہیں اس کل ہیڈ آفس میں تو صرف دو ہی مسلمانوں کی شکلیں نظر آتی ہیں اب ان کے دل سے کوئی پوچھے کیا حالت گذرتی ہوگی ہم کو تو اس لسٹ سے ایسا معلوم ہوا ہے کہ مسلمانوں کو اوپر کے کسی گریڈ میں ہی پائے جاتے ہیں اور نہ کم تنخواہ پر نظر آتے ہیں انکی

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

کیا اپنا مذہب بدل دوگے؟ گورو کل میگزین جولائی کے نمبر میں لکھا ہے "کہ ہمیں یقین ہے کہ لالہ لاجپت رائے اور راولپنڈی کے آریہ معززین بالکل بے قصور ہیں اور اس سختی کے سزاوار نہ تھے جو ان سے کی گئی ہے لیکن اس ناقص دنیا میں بعض اوقات ناکردہ گناہ بھی گنہ گاروں کے ساتھ تکلیف اور مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں"

میں گوروکل میگزین کی اس رائے پر علمی پہلو سے ریمارک کرنا نہیں چاہتا کیونکہ اس پہلو سے تو یہ ایک بے ہودہ اور ناقص خیال ہے ان کے پاس ان لوگوں کی بے گناہی کا کوئی ثبوت موجود نہیں اور اس قسم کے خیالات ظاہر کر کے آریہ قوم کے اندر انتقام اور نفرت کا مادہ پیدا کرنا مقصود ہے۔

بلکہ میں اس رائے کے مذہبی پہلو پر نظر کرنا چاہتا ہوں۔ آریہ سماج کا عقیدہ ہے کہ اس دنیا میں جو دکھ یا سکھ انسان کو ملتا ہے وہ اسکے کرموں کا پھل ہے۔ پس اگر لالہ لاجپت رائے یا راولپنڈی کے آریوں کو کوئی دکھ ملا۔ تو کیا یہ ان کے اعمال کا نتیجہ نہیں؟ پھر ان کو بے گناہ کیوں کہا جاتا ہے۔ اگر آریہ سماج کا یہ ارگن آریوں کے اس اعتقاد کو تبدیل کر کے یہ رائے رکھتا ہے تو ملکی پہلو سے اس پر نظر ہو سکتی ہے مگر مذہبی حیثیت سے یہ رائے نہایت بودی اور مضحکہ خیز ہے۔

عیسائیوں کا اخلاقی اثر پادری سنڈرلینڈ کہتے ہیں کہ ہندوستان میں عیسوی مشن کو اسلئے ترقی نہیں ہوئی کہ کاروباری عیسائی اہل ہند کے سامنے برا نمونہ پیش کرتے ہیں جتنی خرابیاں ہیں وہ عیسائی ملکوں سے ہی ہندوستان میں پہونچی ہیں اسی ضمن میں آرک بشپ آف بمبئی کی یہ رائے بھی قابل غور ہے کہ اگر ہم ایک عیسائی ہندوستان میں بناتے ہیں تو ایک سو شرابخور بناتے ہیں یہ خیال کہ شرابخوری اور افیون خوری کے وسائل کو عیسائی مذہب نے ترقی دی ہے لوگوں کے دلوں پر عیسویت کے خلاف بد اثر پیدا کرتا ہے اور عیسائیوں کے کام کو جو وہ لوگوں کے عیسائی بنانے کے لئے کر رہے ہیں مشکل بنا دیتا ہے آرک بشپ مذکور اور پادری سنڈرلینڈ کی رائے پڑھ لینے کے بعد عیسوی مذہب کی ناکامی اور اس کے اثر اور نتائج کا معلوم کر لینا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا اور اصل بات یہ ہے کہ عیسائی مذہب کے پیش کردہ عقیدہ کفارہ کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ انسان گناہ آلود زندگی کے دریا میں کود پڑے۔ کیونکہ جب یہ یقین دلایا گیا کہ انسان کے گناہ ایک دوسرے کے سر پر لاد دیئے گئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ گناہ نہ کرے۔ یہ مقولہ سچ ہے

عیسائی باش و ہرچہ خواہی کن

ہمارے ہی ہیں مہرباں کیسے کیسے ڈیرہ غازیخاں سے اطلاع ملی ہے کہ وہاں کی جماعت کو دکھ دینے کیلئے اوران کے خلاف صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے پاس ایک عرضی دیگئی ہے اس عرضی کی بنا یہ ہے کہ شہر مذکور میں ایک مسجد جو مسجد تیا تیاں کے نام سے مشہور ہے ایک ویران اور برباد مسجد تھی کوئی عرصہ دس سال کا گذرتا ہے کہ چند احمدی صاحبان نے اس کو بہ اجازت کمیٹی مرمت کر دیا اور اسے آباد کیا۔ یہ جماعت وہاں امن سے نماز پڑھتی اور خدا کی حمد کرتی تھی۔ کبھی کسی محلہ دار نے یا غیر نے اسپر اعتراض نہ کیا مگر اب بعض خدام دین کی اغوا سے چند محلہ داروں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں اس مضمون کی عرضی دی ہے کہ احمدی جماعت کے لوگ وہاں نماز نہ پڑھیں کیونکہ مسجد مذکور سنی مسلمانوں کی بنائی ہوئی ہے۔

اللہ! اللہ! مسلمانوں کی حالت کہاں تک گر گئی ہے کہ وہ مسجدوں کو آباد بھی نہیں دیکھ سکتے۔ اس مقدمہ کا نتیجہ کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے مگر ہمیں یقین ہے کہ حق ظاہر ہو کر رہیگا۔ ایک وقت تھا کہ نصاریٰ بحران نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور مباحثہ کے لئے آتے ہیں اور وہ اپنے طریق وملت کے موافق مسجد نبوی میں نماز پڑھ لیتے ہیں اور ان کو اجازت دیجاتی ہے آج وہ زمانہ ہے کہ ہمارے علماء امت ایک مسلمان کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکنا چاہتے ہیں۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

اے ظالم طبع مخالفو! خدا سے ڈر جاؤ اور مومنوں کو دکھ دینے میں حد سے مت گذرو۔ ان باتوں کا انجام کبھی اچھا نہیں ہوا۔ خدا کے گھروں کو برباد مت کرو انہیں آباد ہونے دو۔

اس طریق سے احمدی نماز تو نہیں چھوڑ دیں گے۔ پھر تمہاری اس مشقت سے کیا حاصل؟ ایسے ایک دفعہ بر رنگ ظرافت ظاہر کیا تھا کہ اگر احمدیوں کے مسجد میں آنے سے مسجد ناپاک ہو جاتی ہے اور وہ کام کی نہیں رہتی تو مخالف مسلمانوں کو بڑی مصیبت پیش آئے گی کیونکہ احمدیوں نے نماز تو ضرور پڑھنی ہے اور قبلہ ہی کیطرف منہ کر کے پڑھنی ہے پھر قبلہ بھی پلید ہو جائیگا اور یہ قرآن شریف کو ام الکتاب اور خاتم الکتب اور کامل کتاب یقین کر کے اسکی تلاوت کرتے اور اسپر ایمان لاتے ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور خدا تعالیٰ وحدہ لاشریک اور ایک ہی کیلا خدا مانتے ہیں پھر ان سب کی خیر نہیں ان عقل کے اندھے مخالفوں کو کیا ان سب کو چھوڑنا پڑیگا؟ مسجدوں کے جھگڑے چھوڑ دینے چاہئیں۔ اور غیر قوموں کو ہنسی کا موقع نہیں دینا چاہئے۔ کیا ابھی سیالکوٹ کی مسجد کا مقدمہ جو چیف کورٹ تک ہو کر احمدیوں کے حق میں فیصل ہوا۔ کافی نہیں۔ ڈیرہ غازیخاں میں اگر کوئی شخص مسلمانوں کا لیڈر یا کم از کم خیر خواہ اور اہل اثر ہے تو وہ انہیں سمجھائے کہ ایسی بیہودگیوں سے باز آئیں اور شکم پرست اور دین فروش ملانوں کی باتوں میں نہ آئیں یہ اپنے مطلب کے لئے انہیں باہم لڑاتے ہیں۔ یہ روپیہ جو مقدمات پر خرچ کرتے ہو۔ اسکو کسی کار خیر میں لگاؤ۔ اسی میں بھلائی اور بہتری ہے۔ ڈیرہ غازیخاں کے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں مجھے کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں اسلئے کہ وہ افسر ضلع ہونے کی حیثیت سے مقامی حالات سے بخوبی واقف ہونگے۔ مگر میں اتنا کہنا اپنا فرض یقین کرتا ہوں کہ احمدی قوم ایک امن پسند اور وفادار رعایا گورنمنٹ انگلشیہ کی ہے چونکہ وہ خونی مہدی اور خونی مسیح کا اعتقاد نہیں رکھتی اور نہ تلوار کے ذریعہ جہاد کا عقیدہ رکھتی ہے اسوجہ سے نادان اور ناواقف مسلمان اسکی مخالفت کر کے انہیں دکھ دیتے ہیں۔ یہانتک کہ اس جماعت کے واجب القتل ہونے کے فتوے دیئے گئے ہیں یہ صرف گورنمنٹ انگلشیہ کی حکومت اور سطوت ہے کہ مخالف ہم پر وار نہیں کر سکتے ورنہ وہ اپنی طرف سے کمی نہیں کرتے

Spare Copy

وصیت ۱۵۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں مسمی طفیل احمد ولد منشی نور محمد قوم شیخ ساکن مراد آباد محلہ نئی بستی نقابگی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہی لہذا اس جگہ درج نہیں کیا گیا۔

چہارم۔ اپنی جائیداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے قبضہ میں اس وقت کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ لیکن مبلغ للعہ روپیہ ماہوار کا میں ڈسٹرکٹ بورڈ چندوسی ضلع مراد آباد میں سپرنٹنڈنٹ ہوں اس واسطے میں موجودہ آمدنی کا دسواں حصہ مبلغ للہ روپیہ ماہ بماہ صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔

پنجم۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائیداد پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائیداد منقولہ و غیر منقولہ میری متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائیداد کے متعلق بھی میری یہ وصیت ہی۔ کہ میرے مرنے کے بعد اسکا دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔ اور انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائیداد کی مالک متصور ہوگی۔ اور اس کو اختیار ہوگا کہ میری اس جائیداد کو بقیہ جائیداد سے الگ کرے یا اس میں شامل رہنے دے یا اسکو فروخت کرکے قیمت وصول کرے۔ میرے کسی وارث کو خواہ احمدی ہو یا غیر احمدی میری اس وصیت کردہ جائیداد سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

ششم۔ چونکہ میں نے یہ وصیت ابتغاء لوجہ اللہ کی ہی۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں پہنچانے کی کوشش کیجائے اور جبتک کارپردازان مقبرہ بہشتی اجازت نہ دیویں۔ میری نعش کہیں اور دفن نہ کیجائے۔ البتہ امانت کے طور پر صندوق میں رکھکر دفن کیجا سکتی ہے۔

ہفتم۔ اگر کسی وجہ سے میری نعش مقبرہ بہشتی میں دفن نہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال نعش میں جمع کرا چکا ہوں گا یا میری جائیداد متروکہ میں سے وصول ہوئے تھے اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے ورثا کو نہ ہوگا بلکہ انجمن کو ہوگا۔ المرقوم ۳ مئی ۱۹۰۷ء

العبد

طفیل احمد سپرنٹنڈنٹ چنگی چندوسی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبد الرشید خان احمدی سگنیلر انچارج چندوسی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبد العلیم خان احمدی بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

محمد حمید اللہ خان مختار فوجداری ضلع مراد آباد بقلم خود نشان انگوٹھا

گواہ شد

عبد الحی عفی اللہ عنہ ساکن بدایون وکیل چندوسی ضلع مراد آباد بقلم خود

گواہ شد

نور محمد ولد اماں قوم شیخ ساکن مراد آباد بقلم خود۔ نشان انگوٹھا

وصیت ۱۲۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہ۔ میں مسمی الٰہی بخش ولد غلام بخش قوم بھٹی پیشہ حجام ساکن اندرون یاکہ دروازہ محلہ یونگراں کا ہوں۔ بقائمی ہوش وحواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور عہد کرتا ہوں اور اپنی جین وحیات میں ادا کرتا رہوں اور ادا کرنے کو مستعد ہوں۔ خداوند کریم اس میں پوری استعانت بخشے اور میری وصیت کردہ کو پورا کرے۔ آمین ثم آمین۔

۴۔ میری جائیداد اسوقت مبلغ تین سو روپیہ کی ہے اور مبلغ دو سو روپیہ بابت قرض وحق مہر اہلیہ کا ادا کیا گیا ہے۔ باقی مکان کی قیمت صرف یکصد روپیہ بعد ادائیگی قرض وحق مہر ہوتے ہیں اس حساب سے یکصد روپیہ کا آٹھواں حصہ مبلغ ۱۲ روپیہ ہوتے ہیں۔ میں مبلغ ۱۲ روپیہ اپنی جین وحیات میں ادا کرنے کیواسطے آٹھ ماہ کے اندر دیتا رہوں گا اور مبلغ ۱۲ روپیہ مقبرہ کو جائیداد غیر منقولہ کے آٹھ ماہ کے اندر اندر اپنا فرض سمجھ لونگا۔ خداوند کریم جو رحیم مجھکو ہمت و استعانت عطا فرمائے کہ فرض مقدم مجھ سے ادا ہو۔ آمین ثم آمین۔ مکرر آنکہ کہ میں مبلغ ۵ روپیہ مجلس کارپردازان شائع کرا دونگا۔ ۵۔ علاوہ مکان کے باقی اثاث البیت وغیرہ جن کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہوتی ہے وہ آج کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر بھیجتا ہوں اسی طرح آیندہ بھی میں اپنی محنت اور مزدوری کا آٹھواں حصہ جمع کرکے سہ ماہ کے بعد ادا کرتا رہونگا چنانچہ اسوقت میرے پاس مبلغ تین روپیہ جمع ہوئے ہیں وہ بھی آج کی تاریخ سے بذریعہ منی آرڈر ارسال خدمت کرتا ہوں اور اب میری مزدوری کی سہ ماہ کی رقم میں سے حسب ذیل لنگر خانہ مدرسہ اعانت میگزین کل مواری ۳ ماہوار کے حساب سے تین ماہ کے ۹ وضع کر لیا کریں اور باقی رقم مجلس کارپردازان مقبرہ بہشتی کے حوالے ہوگی۔ آج مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو مبلغ ۱۲ روپیہ آٹھواں حصہ اثاث البیت وغیرہ جن کی قیمت مبلغ للعہ روپیہ ہے اور مبلغ تین روپیہ اپنی محنت و مزدوری کا کل مبلغ آٹھ روپیہ بذریعہ منی آرڈر خدمت میں ارسال کرتا ہوں وصول فرما کر مشکور فرماویں۔ ۶۔ میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے اور اگر میں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کرکے حسب ہدایات انجمن مذکور جواب شائع ہو چکی ہیں یا آیندہ شائع ہونگی دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے۔ اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

۷۔ میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں ان اخراجات کی متکفل میری وہ جائیداد ہوگی جو حسب وعدہ بموجب اشتہار الوصیت حوالہ انجمن کر دی ہے بلکہ میری ورثا کی مقبوضہ جائیداد سے ہوگا بشرطیکہ میں نے اپنی زندگی حسب مشورت کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کرکے اور یہ اخراجات وصیت سے الگ انجمن مذکور کے حوالہ نکیا ہو اور انجمن نے اسکا اعلان باقاعدہ نکیا ہو اس حالت میں اگر زائد رقم خرچ ہوگی تو وہ بھی میری جائیداد مقبوضہ وارثان سے دیجاویگی اور میرے وارث ذمہ وار ہونگے کہ ان اخراجات کو اہم اور خاص ضرورت شرعی سمجھینگے۔ اور میں اپنی زندگی میں خرچ اخراجات تجہیز و تکفین انجمن احمدیہ

کے حوالہ کردونگا۔ جس کا اعلان میں انجمن مذکور کی طرف سے شائع کرادونگا۔

۸۔ یہ کہ اگر میری لاش مقبرہ بہشتی میں دفن نہ ہو سکے۔ تو جو اخراجات متعلق انتقال لاش جمع کراچکا ہوں گا یا کروں گا یا میری جایداد متروکہ سے وصول ہوئے ہیں۔ اس کو بھی وصول کرنے اور خرچ کرنے کا اختیار میرے وارثان کو نہ ہوگا بلکہ انجمن مذکورہ کو ہوگا۔

(۹) میں اقرار کرتا ہوں کہ آج کی تاریخ کے بعد میں اگر کوئی اور جایداد اس کے علاوہ پیدا کروں یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد سوائے جائیداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو تو اس فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ۴ و ۵ میں کیا ہے میں الموصی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۱۰) یہ کہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ الوصیۃ میں یہ بھی شرط فرمائی تھی کہ جو شخص اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہونا چاہے۔ وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے ان مصارف کے لئے چندہ داخل کرے سو وہ بھی میں حسب توفیق پہلے ادا کر چکا ہوں۔ فقط۔ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔

العبد

الٰہی بخش حجام ولد قادر بخش احمدی ساکنہ ملتان اندرون پاک دروازہ مورخہ ۳ اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء

نویسندہ خاکسار سربلند محرر نہر احمدی دورانہ لنگانہ

گواہ شد

محمد بدر الدین احمدی ہیڈ ماسٹر مدرسہ سٹی سنٹرل میونسپل بورڈ ملتان شہر

گواہ شد

الٰہی بخش احمدی سیکنڈ ماسٹر مدرسہ اسلامیہ ملتان شہر

گواہ شد

عبد الرحمان ولد غلام نبی رنگریز احمدی بقلم خود

وصیت نمبر ۹۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

میں مسمی عبد اللہ خان ولد چودھری غلام حسین قوم جٹ نمبردار ساکن بہلولپور ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ فقرہ نمبر ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اس لئے یہاں پر درج نہیں کیا گیا۔

۴۔ اپنی جایداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری جایداد موجودہ و آیندہ کا جو میں پیدا کروں دسواں حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کو زیر شرائط موجودہ و آیندہ مجریہ انجمن مذکور۔ میری زندگی میں اگر میں خدا تعالےٰ کے فضل اور توفیق سے ادا کر سکوں یا میرے مرنے کے بعد میرے ورثا میری اس وصیت کے پابند ہونگے کل جایداد نو ہزار کا دسواں حصہ نو سو روپیہ بتفصیل ذیل ہے

تفصیل جایداد موجودہ

نمبر شمار	قسم جائیداد	تعداد جائیداد	قبضہ کی حیثیت	قیمت کل	دسواں حصہ جسکی وصیت ہے
۱	زمین زرعی واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ	۷ اسگماؤں	مالکانہ	۱۷۰۰ سترہ سو روپیہ	ماعہ
۲	زمین زرعی واقعہ چک ۱۲۷ بہلولپور ضلع لائلپور	۵۵ گھماؤں ۶ کنال	دخیلکاری	۵۶۰۰ پانچہزار چھسو	۵۶۰
۳	”	۴۸ گھماؤں	غیر دخیلکاری بعوض خدمت نمبرداری	۱۷۰۰ ایکہزار سات سو	ماعہ
				۹۰۰۰	۹۰۰

مکانات سکنی واقعہ بہلولپور ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور اور واقعہ بہلولپور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ موجودہ و آیندہ اس وصیت سے خارج ہونگے اگر کسی شہر میں مکان بناؤں یا زمین خریدوں یا کوئی اور تجارت کے امور پر کوئی جایداد پیدا کروں تو اسکا بھی دسواں حصہ دینے کا میں اپنی زندگی میں خود اور میری مرنیکے بعد اگر میں زندگی میں نہ ادا کروں تو میری ورثا ذمہ دار ہونگے چونکہ زمین دخیلکاری و غیر دخیلکاری جنکی مالک سرکار ہے کے متعلق وصیت کرنا ناجائز ہے اسواسطے میں نے کل زمین ملکیت اور دخیلکاری اور غیر دخیلکاری کی قیمت مقرر کر دی ہے جو میری اپنی سمجھ کے مطابق نو ہزار روپیہ ہوتا ہے اسکا دسواں حصہ مبلغ نو سو روپیہ اپنی زندگی میں ادا کردونگا یا میرے بعد میری اولاد یہ رقم ادا کرنیکی ذمہ وار ہوگی اسیطرح اور جائیداد کا بھی جو آیندہ زیر شرائط مندرجہ بالا خریدی جاوے دسویں حصہ کا روپیہ میں یا میری اولاد دینے کی ذمہ دار ہوگی۔ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۷ء

العبد عبد اللہ خان ولد چودھری غلام حسین قوم جٹ احمدی نمبردار بہلولپور ۱۲۷ ضلع لائلپور بقلم خود

گواہ شد الٰہی بخش ولد نبی بخش آبادکار ۱۲۷ رکھ ضلع لائلپور نشانی انگوٹھہ

گواہ شد محمد الدین احمدی ولد فضلداد قوم جٹ آبادکار چک ۱۲۷ رکھ برانچ ضلع لائلپور

وصیت نمبر ۱۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

میں کریم بخش ولد لدھا قوم آرائیں ساکن رائے پور علاقہ ریاست نابھہ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ شرط ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور فارم مطبوعہ پر ہے۔ لہذا اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔

۴۔ میں اپنی جایداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں اپنی وصیت کے متعلق ۵ روپیہ مکان اور زمین وغیرہ کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کر چکا ہوں اور انشاء اللہ العزیز اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ فقط ۲۲ ۷ ۰۷

مکرر یہ کہ میری مرنے کے بعد جو میری جایداد ہو اسکا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کیا جاوے۔

العبد کریم بخش سکنہ رائے پور علاقہ ریاست نابھہ۔ گواہ شد مہدی حسین مہاجر قادیان خادم مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ گواہ شد میاں کریم بخش باورچی لنگرخانہ حضرت اقدس قادیان

وصیت نمبر ۹۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

میں لعل الدین ولد محمود قوم باغبان ساکن قتال پور بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

نوٹ۔ چونکہ فقرہ ۱ و ۲ و ۳ کا مضمون ہر وصیت میں واحد اور مطبوعہ فارم پر ہے اسلئے اسکا اس جگہ اندراج نہیں کیا۔ ۴۔ اپنی جایداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں بشرح صدر یہ اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو بتعمیل رسالہ الوصیۃ مہینہ یا دو مہینہ کے بعد حساب کر کے مہیا کرونگا اسمیں خود امین رہونگا یہ اقرار بلا انتظار الدم ...

تحریر کیا گیا ۹ مارچ سنہ ۱۹۰۷ء۔ العبد لعل الدین باغبان۔ گواہ شد۔ سلطان حامد احمدی بقلم خود۔ گواہ شد تابعدار حسام الدین بقلم خود ❖

جبکہ یہ بات پھیر پھیر ہو

ممکن ہے کہ ایک بات ایک دو یا تین مرتبہ جو قوت پیدا ہو سکے اور آپ کو اسکی جانب توجہ نہ ہو لیکن جبکہ وہی بات متواتر ہو اور اطبا اور آپکے ہمسایہ اسکی ابتدا سے آپ کہیں تب تو ضرور آپ اس کی جانب متوجہ ہونگے اور ہرگز درگذر نہ کرینگے یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ آپکے ہی شہر کے ایک مشہور طبیب سے ایسی حوصلہ بڑھانے والی خبر آپ پڑھیں جیسی کہ ذیل میں درج ہے۔ ڈاکٹر اے۔ ڈی۔ بلیمور یا ایل۔ ایم۔ اینڈ۔ ایس۔ جن کا دواخانہ ملتان [illegible] بھی ... ... واقع ہے فرماتے ہیں کہ گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیوں کے بارہ میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلیس کے بارہ میں اپنی سچی رائے آپکے سامنے ظاہر کرتا ہوں میں نے ان کا استعمال انہی مریضوں پر کیا اور بہت مفید پایا۔ میں ان مریضوں کو بتا سکتا ہوں کہ جو بخت تکلیف دہ پتھری کے مرض میں مبتلا تھے اور جن کو ان گولیوں کے استعمال سے شفا ہوئی اور اب تک اس مرض کی کسی قسم کی علامت انہیں نظر نہیں آئی۔ اگر گردے خراب یا کمزور ہو گئے ہیں تو کامل صحت غیر ممکن ہے کیونکہ ان سیال زہروں کو جسم میں سے نکالتے ہیں کہ جو قلب کی بیقاعدہ حرکت۔ کمزوری۔ چکر آنا۔ حافظہ اور حیوانی طاقت کا زائل ہونا درد پشت اور پیشاب کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں اور اگر علاج نہ کیا گیا تو آخر میں ذیابیطس (پیشاب میں شکر آنا) یا گردوں کا ورم (برائٹس) لاحق ہوتا ہے گردوں کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں گردوں اور پیشاب کی بیماریوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور جن مریضوں کو کسی دوا یا علاج سے فائدہ نہ ہوتا تھا انکو اسکے استعمال سے شفا ہوئی ہے۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست ... کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کی عہ اگر آپ اپنی فرمائش کیساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار کے جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپکی فرمائش کی تعمیل بغیر ویلیو پی ایبل خرچ لینے کے کی جائیگی

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر زمانہ سلف میں سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام ... میں بھی ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں ... ... اور طوفان۔ وہ طاعون جو ہندوستان پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہو گئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت و ما ... معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں اور ان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہاردہم کا ملہم اسم اعظم یا رب کل شیء خادمک یا رب فاحفظنی وانصرنی و ارحمنی کا ورد رکھیں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معروف بہ ... نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہو کر ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضل تعالیٰ ہمنے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بطور حفظ ماتقدم کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور بغلوں میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو وہ ... ... کافی اور ... ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی نا گوار ہو اگر انکو بعض ... ... تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہو جاتا ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی اکبر ... جن ... ... ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ ... ... کیا ہے کہ ... ... تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلا ... ... ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی اکبر روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفا خانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کریں

(نوٹ) جو اخبار یہ اشتہار درج کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونہ نوری شفا خانہ موکل میں بھیجدے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب ہے۔ ہمارا کام باتوں سے نہیں ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائش کیجئے ... دیکھ لیجئے ہمارا کام باتوں ہی نہیں ... ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزمائیے پھر منگائیے ... قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے یہ لاجواب معجون ... جسکے چند ہی روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کیلئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول نمونہ مفت منگائیے پھر پسند ہو تو پبلک فرمائیں قیمت فی ... طلاء طلسمی ۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بے اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہوتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خود کشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارا اسی طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائینگے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ۔ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ عہ

سنون دندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بناتا ہے سنون کا کام فی بکس ۴ر

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پر آفتاب کا ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہئے

(ہر درخواست کیوقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(سرمہ ماہ کور نوری)

نقش تھا۔ ادھر لگاؤ ادھر آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب تک میں فائدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا پھولا۔ دھند۔ غبار۔ رتوندہ۔ سبل۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی۔ ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکٹ معززین و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عہدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے پر روانہ ہونگے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے

سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸ر

کم خرچ بالا نشین

سوتی سنگی شروع پختہ رنگ خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں توشک لحاف کے واسطے ..... پائیدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۴ گز عرض قیمت صرف عہ فرمائشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول بار روانہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے

المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

برادران ملک

کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ ایک مدت سے زمانہ جس خضاب کا خواہشمند تھا شکر صد شکر! اکہ آج بارہ سال کی لگاتار کوششوں کے بعد ہم اس خضاب کے بہم پہنچانے میں کامیاب ہوئے۔ یہ خضاب نیل ہے۔ جو ڈاڑھی اور سر کے سفید بالوں کو لگاتے ہی فقط چار منٹ میں سیاہ بھنورے کی طرح کالا۔ ملائم اور چمکدار بناتا ہے۔ پندرہ روز کے بعد لگانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایک بکس پانچ ماہ تک کافی ہوتا ہے قیمت فی بکس صرف عہ روپیہ ہے۔ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر

حضرت مولٰنا عاشق یزدانی حاجی پیر سید نور شاہ ہمافی
محلہ عطار گلی۔ پوسٹ مانڈوی۔ بمبئی

بلا تعصب

پندرہ روزہ اخبار بلا تعصب جاری کر دیا گیا ہے۔ جو صاحب نمونہ کا پرچہ دیکھنا چاہیں۔ ۲ کے ٹکٹ ارسال کر کے منگوالیں۔ یقیناً دنیا کے ہر ممبر کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ المشتہر

عبدالعزیز (ایجنٹ مبارک شاہ) مقام زینت محل شہر دہلی

سامان ورزش کی رعایتی فہرست

کرکٹ بیٹ۔ سیدھی ریشہ دار کشمیری لکڑی کا ہینڈل کا کین اور ربڑ نہایت مضبوط و پائیدار ہے قیمت عہ روپیہ۔ کرکٹ بیٹ۔ سیدھے ریشہ دار کشمیری لکڑی کا ۔ کین ہینڈل معہ ربڑ کے بیچ کی بلی نہایت عمدہ خاص کرکٹ بیٹ لکڑی درجہ سوم کی ہو گی ہینڈل میں ایک ربڑ اور کین ہے گا۔ عام کرکٹ بیٹ آل کین بالکل چیدہ مضبوط اور پائیدار پریکٹس کیلئے ۔ کرکٹ بیٹ معمولی پریکٹس کے لئے
بچوں کے کرکٹ سٹ کا ۱۲-۱۳ برس کی عمر کے لئے دو بٹ ایک سٹ وکٹس (ایک بال لکڑ کا بکس فی سٹ
اول سٹ ایک بٹ وکٹس ایک بال فی بکس
فٹ بال عمدہ کاؤ ہائیڈ پائیدار اور مضبوط بلیڈر نہایت پائیدار ہے
بچوں کے لئے فٹ بال معہ بلیڈر
کرکٹ بال گٹ سون نہایت عمدہ و مضبوط میچ
دھاگے سے بیچ
پریکٹس
کرکٹ ولس فی کاپی

المشتہر نظام الدین مستری احمدی شہر سیالکوٹ

سارٹیفکٹ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مال از قسم کرکٹ بیٹ پریکٹس۔ فٹ بال وغیرہ پہنچا ہر طرح سے قابل تعریف پایا۔ میرے خیال میں ولایت کے سامان کا مقابلہ کرتا ہے اور قیمت میں اس سے بہت کم ہے۔ آپ کو خرچ بالائی کا ..... مصدق یا محمد ... سید ماسٹر مڈل سکول ...

خوبصورت

خاکسار نے بڑے تجسس و تجربہ کے بعد ہر کس خواہ مرد ہو یا عورت بوڑھا ہو یا جوان کے ہاتھ اور منہ دھونے اور نہانے کے لئے عجیب و غریب خوشبودار گولی تیار کی ہے جس میں خوشبودار عطر ادویات شامل کی گئی ہیں۔ مقوی دماغ۔ مفرح روح۔ بدن کو بالکل صاف کرتی ہے۔ انشاء اللہ تعالٰے روزانہ استعمال سے داد۔ خشکی۔ جھوب پیدا نہ ہوگی۔ بال نرم ہو جاویں گے پرچہ ترکیب ہمراہ ہوگا۔ قیمت فی بکس ١۔ تا رنجیۃ ایک روپیہ اس سے کم خریدار کو فی روپیہ کے حساب سے محصول بذمہ خریدار۔ فہرست کے لئے آدھ آنہ کے ٹکٹ بھیجو۔

المشتہر

مرزا قائم علی احمدی مالک کارخانہ قائمی ایجنسی مالیر کوٹلہ (پنجاب)

لوہے کے خراس آٹا پیسنے کی مشین یہ تمام ہندوستان میں چلتی ہے آٹا فی گھنٹہ ۳۰ سیر پختہ پس جاتا ہے وزن تخمیناً ۱۵ من ۲۵ سیر پختہ ہوتا ہے قیمت درجہ اول فی من پختہ مبلغ ... روپیہ اور دوم مبلغ ہے مبلغ عہ بیعانہ آنے پر خراس وی پی کیا جاتا ہے۔ بیلنے گنا پیڑنے والے بھی تیار ہیں

مستریان مولا بخش و غلام حسین بٹالہ ضلع گورداسپور

سنہ ۱۸۶۶ء سے سنہ ۱۹۰۶ء تک
وقت کا امتحان

تک اسکاٹس املشن نے

سینتیس سال سے زیادہ فاضل طبیبوں کی مجوزہ ہر سخت امتحان کا مقابلہ کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج تمام جہان میں مستند علاج امراض جگر۔ کھانسی۔ زکام گوشت اور بھوک کی کمی کا ہے اور ماں باپ بچے دونوں کے لئے مقوی اعصاب کا کام دیتا ہے۔

ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا

فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اسکاٹ اینڈ براؤن لمیٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ہمیشہ اس نشان ماہی گیر کا املشن لو اسکاٹ کے طریقہ ساخت کا نشان ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا۔

فساد کے بانی کون ہیں؟

نمبر دوم

گذشتہ اشاعت میں ہمنے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحریر اور گورنمنٹ انگلشیہ کی چٹھیات کو دکھایا ہے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں گورنمنٹ انگلشیہ کی حمایت اور نصرت میں دلیرانہ کام کرنیوالے وہ لوگ تھے جنکو آریہ گزٹ مفسدوں کی حمایت کرنیوالا ٹھہراتا ہے اس ثبوت کے بعد اگر آریہ گزٹ اپنی غلطی کا اعتراف نہ کرے تو پھر اس سے بڑھکر بیحیائی کوئی نہ ہوگی۔ اگر یہ مدد مفسدوں کی مدد ہی تو اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے کہ آریہ گزٹ کے نزدیک مفسدہ پرداز انگریز تھے اور یہ اس سے بھی بڑھکر کور نمکی اور شرارت ہے۔ اگر آریہ گزٹ کا یہی مذہب اور عقیدہ ہے تو اس کو کھول کر کہدینا چاہیئے پس پردہ باتیں بنانے سے کیا حاصل!

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر اور لایق نامہ نگار کی قابلیت کے جانچنے کا وہ موقع ہے جہاں اوس نے حضرت حکیم الامۃ کی اجمالی سوانح عمری کا ایک اقتباس دیا ہے اور اس کا یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مفسدوں کو مدد دیتے تھے۔

آریہ پرتی ندھی سبھا کو ایسے قابل مورخ اور دقیقہ رس مضمون نگار کی خاص طور پر عزت افزائی کرنی چاہیئے۔ وہ فقرہ یہ ہے جہاں لالہ صاحب ٹھوکر کھا کر منہ کے بل گرے ہیں۔

"جناب الٰہی کے انعامات میں سے ایک بات یہ تھی کہ ایک شخص غدر میں کلکتہ کے تاجر کتب جو مجاہدین کی پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے ہمارے مکان میں اترے انہوں نے مجھے ترجمہ قرآن کیطرف متوجہ کیا۔ یہ تو ہمیں کلکتہ کے تاجر سے فائدہ ہوا"

ان فقرات سے آپ نے نتیجہ یہ نکالا ہے کہ "مسلمان لوگ نہ صرف غدر کے بانی ہی تھے بلکہ وہ مفسدوں کی روپیہ سے مدد بھی کرتے تھے اور انہی احمدی لوگوں کے آباؤ اجداد جو کہ اسوقت ریاکاری سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہونے کا دم بھر رہے ہیں ان مفسدہ پردازوں کو اپنے گھروں میں پناہ دیتے تھے اور ان سے دینی مفاد حاصل کرتے تھے ان مفسدوں کو وہ اپنی اصطلاح میں مجاہدین کہتے تھے" اس واقفیت اور تاریخ دانی پر آپ مسلمانوں خصوصاً احمدیوں کو الزام دینے کے لئے میدان میں نکلے ہیں۔

حضرت حکیم الامۃ نے جو کچھ لکھا ہے وہ امر واقعی کا اظہار ہے اور اس سے آپ نے اپنی ترجمہ قرآن کی طرف توجہ ہونے کے واقعہ کو بتایا ہے۔ ناعاقبت اندیش معترض اتنا نہیں سوچ سکا۔ کہ غدر کا منبع اور مرکز کیا تھا؟ کیا کلکتہ کے تاجر کتب کو ایام غدر میں آریہ گزٹ کے خیالی مفسدوں کو ہمیرہ اگر روپیہ بھیجنا تھا اور بھیرہ پناہ لینے کو آئے تھے۔ آریہ گزٹ کے ایڈیٹر [illegible] بھی ہاری

مخالفت میں اندھا ہوکر بلا سوچے سمجھے ایسے لغو آرٹیکل کو درج کر دیا مضمون نگار اور ایڈیٹر کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ مجاہدین کیا مراد ہے اور وہ کون لوگ تھے؟

مجاہدین وہ لوگ تھے جو مولوی اسمٰعیل شہید مرحوم کے ہمراہ ہوکر سکھوں سے لڑے تھے اور سرحد پر پہاڑوں میں رہتے تھے ابتک ان لوگوں کا ایک گروہ وہاں رہتا ہے ان لوگوں کا خیال تھا اور ہے کہ حضرت سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہ پھر آئیں گے اور مخالفوں کے ساتھ جہاد کریں گے۔ یہ لوگ پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور اس غلط خیال کو اپنے دل میں جگہ دیئے ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں بعض لوگ اس خیال کے تھے اور ممکن ہے اب بھی کوئی ہو جو ان کی اعانت کرتے تھے اور گورنمنٹ بھی ان سے ناواقف نہ تھی اور نہ یہ لوگ غدر میں فساد کرنیوالے تھے اور نہ انہوں نے اس وقت کوئی فساد کیا۔

ان لوگوں کو سکھوں کے ساتھ مخالفت اور عداوت تھی کیونکہ سکھاشاہی کے دور میں شعایر اسلام کی بجا آوری میں قسم قسم کی روکیں اور سزائیں وہ لوگ مسلمانوں کو دیتے تھے۔

مولوی نور الدین صاحب کے والد ماجد ایک معزز اور شریف آدمی تھے۔ اور ایک واجب الاحترام خاندانی مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کے ہاں ایک بہت بڑا پرانا کتب خانہ تھا جس میں وہ ہر قسم کی کتابوں کا اضافہ کرتے رہتے تھے اسی وجہ سے وہ تاجر کتب ان کے ہاں آیا وہ ان کے ذوق سے آشنا تھا۔

مگر عداوت نے مخالف کے دل ودماغ کو ایسا مکدر اور تیرہ و تار بنا رکھا ہے کہ وہ اتنا بھی نہیں سوچتا کہ کیا مفسدین اس وقت چھپے ہوئے تھے یا فساد کرتے پھرتے تھے؟ اور فساد کا مرکز اور محل پنجاب تھا یا کیا؟

اب صاف ثابت ہے کہ معترض نادان نے جو نتیجہ حضرت حکیم الامۃ کے صاف اور سادہ الفاظ سے نکالا ہے وہ کیا غلط اور محض تعصب اور جہالت کا نتیجہ ہے یا سچ ہے؟

کھسیانی بلی کھمبا نوچے

آریہ سماجی اپنے الزامات اب دوسروں کے سر تھوپ کر خوش ہونا چاہتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں

ایں رہ کہ تو میروی بترکستان است

کا مصداق ہے۔ وہ اپنے طرز عمل اور چال چلن سے ثابت کر دکھائیں کہ جو الزام انپر لگا ہے وہ صحیح نہیں یا کم از کم انہوں نے اصلاح کرلی ہے ہم نہیں چاہتا کہ آریوں کے خلاف قلم کو اٹھاؤں مگر مجبور ہوکر کچھ کہنا پڑتا ہے۔

اس کے بعد آریہ گزٹ کے ایڈیٹر نے مولوی ثناء اللہ پر کچھ لکھا ہے اس کے لئے وہ خود جوابدہ ہے۔ مجھے اس سے تعلق نہیں ہاں مسئلہ جہاد پر جو بحث کی ہے اسپر میں کسی اگلی اشاعت میں کچھ ضرور لکھدونگا۔ وباللہ التوفیق۔ آخر میں میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ وہ غلط اور بیجا اتہام دوسروں پر لگانے کی بجائے اپنی قوم کی اصلاح کریں۔ گورنمنٹ احمق نہیں ناواقف اور ناآشنا نہیں وہ دوست و دشمن میں تمیز کی قابلیت رکھتی ہے۔

ہفتہ زیر اشاعت کی تازہ وحی

(۱) ہیضہ کی آمد ہونیوالی ہے - (یہی لفظ ہیں واللہ اعلم)

(۲) انی مھین من اراد اھانتک - انی معین من اراد اعانتک

(۳) اور خواب میں دیکھا کہ میں نے ایک عورت کو تین روپے دیئے ہیں اور اس سے کہتا ہوں کہ کفن کے لئے ہیں آپ دونگا - گویا کوئی مرگیا ہے اسکی تجہیز و تکفین کے لئے طیاری کی ہے

عذر گناہ

لالہ لاجپت رائے بتاریخ ۹ر مئی ۱۹۰۷ء بوجہ شامت اعمال خود لاہور میں ماخوذ ہوکر برہما بھیجے گئے - آریہ صاحبان حامیان کانگریس اخبارات نے شور واویلا مچایا اور اب تک برابر ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں - کہ سرکار نے یہ سخت ظلم کیا ہے کہ بغیر دریافت کئے اُس کو جلا وطن کر دیا - گورنمنٹ کے حق میں سخت ترش ناجائز کلمات کہہ رہے ہیں - اُس کو شہید قوم کا خطاب دیا گیا - دُنیا بھر میں جو الفاظ عزت و حرمت کے مل سکتے ہیں - اُسکے حق میں کہہ رہے ہیں - اور اسکی مخلصی کی کوشش ہو رہی ہے - اپنی جلا وطنی سے کچھ تھوڑا وقت پہلے اس نے ایک چٹھی شائع کی جسمیں اُسنے چند اسباب موجودہ ڈاہنی اور بیڑ گاؤ کے بتلائے جنمیں زیادہ تر ضروری یہ ہیں -

بل متعلق نو آبادی نہر چناب + ایکٹ انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء + ایڈیٹر پنجابی اخبار کا قید کیا جانا + نہر باری دوآب کا آبیانہ بڑھانا - اس کے بعد اس کے پرانے دوست مسٹر گوکھلے نے اُسکی ہمدردی میں ایک چٹھی اخبار ٹائمز آف انڈیا میں شائع کی ہے جسمیں لکھا ہے کہ - گورنمنٹ نے بے انصافی کی ہے کہ پولیس کی ریپورٹوں پر (جو اکثر جھوٹی ثابت ہوا کرتی ہیں) بھروسہ کرکے اسکو جلا وطن کر دیا - بعض وقت سخت الفاظ استعمال کرتے تھے - مگر نیک نیتی سے میں نہیں سکتا کہ وہ حد سے تجاوز کر گئے ہوں - جبتک واقعات پیش کرکے مجھے ماننے پر مجبور نہ کیا جاوے میں نہیں مان سکتا کہ اس نے کبھی کوئی حرکت کی ہو جسکی بنا پر گورنمنٹ کو اس کے جلا وطن کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی - وغیرہ وغیرہ -

یہ تو گورنمنٹ کو ہی معلوم ہے کہ کن وجوہات سے وہ جلا وطن کیا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اسکو معلوم تھا کہ اس جوش و ہڑ گاؤ کا کوئی نتیجہ جلد نکلنے والا ہے - اسلئے اُس نے پیش بندی کرکے اپنے بچاؤ کے لئے یہ چٹھی شائع کی -

جو اسباب بھڑ کاؤ وڈاہنی کے اُسنے بیان کئے ہیں علیحدہ علیحدہ دکھانا چاہتا ہوں کہ یہ سب نادرست ہیں - پہلے سے پنجاب میں جوش کے مادہ کا کچھ نشو و نما ہو رہا تھا کہ ان بل ایکٹوں وغیرہ کے اجرا سے اُن کو اس کے زیادہ مشتعل کرنیکا موقع مل گیا - آمدم برسرِ مطلب

صاحبان کانگریس پہلے تو خوش اسلوبی سے آئے مگر کچھ عرصہ کے بعد جبکہ انہوں نے دیکھا کہ اُنکی خواہشات کو (خواہ کیسی ہوں) گورنمنٹ جلد پورا نہیں کرتی تو وہ مرمی گیری [illegible] ہوگئے اور سمجھ لیا کہ نرمی و یاددہانی کے طریق سے مانگنے پر کچھ نہیں ملتا - تب ناموزون الفاظ استعمال کرنے لگے پونا کے مسٹر تلک نے جو باغیانہ تقریر برخلاف گورنمنٹ کی اُس سے کل جماعت تعلیم یافتہ بخوبی واقف ہے اُس سے کانگریس کے دلی خیالات وارادوں کا اظہار ہوتا ہے -

وہ بعد جو ڈیشل کارروائی سخت قید کا سزایاب ہوا جو ہائی کورٹ تک بحال رہی - اسکی رہائی پر اُسکی آگے سے صد گونہ زیادہ عزت کیگئی - اسکو شہید قوم کا خطاب دیا گیا - مختصر اُنکے عمل سے اُن صاحبان نے ہندوستان کو بخوبی آگاہ کرنیکی کوشش کی کہ اسکا فعل جو ہائیکورٹ تک جرم بغاوت انگریزی ثابت ہو چکا تھا متبرک و قابل تقلید تھا - اسیطرح مسٹر ناتو کا حال تھا -

پنجاب کے زیادہ تر آریہ صاحبان اس کانگریس کے دل و جان حامی ہو گئے - سر سید احمد نے ہر ایک کوشش سے مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ یہ کانگریس آخر انگریزی اور نگ لائیگی اُسمیں شامل نہو گے - اگرچہ انہوں نے فوائد اتفاق بتلاکر انکو ملانیکی بہت کوشش کی مگر وہ مستقل رہے اور شامل نہوئے -

اسمیں کچھ شک نہیں کہ اس کانگریس کے حامیان پنجاب کے زیادہ تر آریہ ہندو تعلیم یافتہ خصوصاً پلیڈر صاحبان ہوئے - اور سلیف گورنمنٹ کی خواہش میں جوش انگیز تقریریں کرتے رہے - اس زہر کا اثر تمام پنجاب میں پھیل رہا تھا کہ لارڈ کرزن نے بلحاظ انتظام سلطنت تقسیم بنگالہ کی تجویز کی - بنگالی خصوصاً حامیان کانگریس سخت مخالف ہوگئے - جوش انگیز تقریریں تحریریں کیں اور یہ ظاہر کرکے کہ انگریز اُنکی مدد جوانمردیں اور محض اُنکی طاقت توڑنے کیواسطے یہ تقسیم بنگالہ کیجاتی ہے تنگ آمد بجنگ آمد کر دکھایا - اس کے بدلہ میں گورنمنٹ کو نقصان پہنچانے کے ارادہ سے سب نے حلف اُٹھائی - کہ انگریزی اسباب نہ لیا جاوے - پنجاب کیطرف سے لالہ لاجپت رائے اور مسٹر گوکھلے انگلینڈ میں گئے - شور مچایا - تمارا ان کو اکسایا کہ گورنمنٹ کو اُنکی خواہشات پورا کرنے پر مجبور کریں - تقسیم بنگالہ کے متعلق جو جوش اب تک پھیلایا جا رہا ہے اُسکی زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں - آخر وہ سیلاب جوش و بیداری کا پنجاب میں پہنچا اور حامیان کانگریس آریہ صاحبان نے اُسکا خیر مقدم کیا - پُرجوش تقریروں تحریروں سے بد ہوا پنجاب میں پھیلا دی اور سلیف گورنمنٹ کے خواہاں ہوئے -

۱ - بل نو آبادی نہر چناب - پنجاب کیحالت جو اس بل کے شائع ہونیسے پہلی تھی وہ اوپر بیان کیگئی ہے - یہاں یہ ظاہر کرنیکی کچھ ضرورت نہیں کہ بل لوگوں کے لئے مفید تھا یا نہ - مگر میں یہاں پردے کے پیچھے واقعہ یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ جس باغیانہ طریق سے خاص لائلپور میں مقام نو آبادی میں بمتعلق بل کارروائی کیگئی - وہ گورنمنٹ کیلئے سخت خطرناک تھی - لالہ لاجپت رائے نہ تو خود زمیندار ہیں - اور نہ کبھی زمینداروں کے ساتھ ہمدردی کی - یہ کہنا درست ہوگا کہ گورنمنٹ نے پولیس کی ریپورٹوں پر بھروسہ کرکے اُسکو جلا وطن کیا فلاسفروں کا قول ہے - ع

نہاں کے ماند آں راز سے کز و سازند محفلہا

ہر سال لائلپور میں مویشی و نمائش پیداوار کا میلہ اپریل میں ہوا کرتا ہے - اپریل ۱۹۰۷ء کے میلہ پر ہزارہا زمیندار آئے - اُنکو اپنی طرف زیادہ راغب کرنے کیلئے ایک گیت دیسی زبان میں (جو پہلے ہی تیار کیا گیا تھا) بامحاورہ سہل فہم سُریلی دردافزا آواز و ترنم سے گایا گیا کہ لوگوں کے دلوں پر زیادہ اثر و جوش بیخودی پیدا ہوا اور عوام میں یہ گیت بہت مدت تک زبانزد رہا - پنجاب میں یہ دستور ہے کہ جو نیا ایسا گیت پنجاب کے کسی حصہ میں گایا جاوے تو فوراً وہ کل پنجاب میں فوراً پھیل جاتا ہے - اور زن و مرد خورد و بزرگ ہر وقت ہر موقعہ پر گلی اور بازار میں گاتے ہیں - اسیطرح یہ گیت پنجاب میں پھیل گیا -

اس میلہ میں لالہ لاجپت رائے اور اس کے دیگر رفیق کھڑے ہیں - اور پُرجوش تقریریں ہو رہی ہیں اُنکا اُنکو بخوبی سمجھانے کیلئے یہ گیت گایا گیا - مشہور راگ "پگڑی سنبھال او جٹا" ہے اُسکو دو معنے ہیں - "او زمیندار لیس ہوجا" دوم "تیری عزت اُتاری جاتی ہے تجھے لوٹا جاتا ہے اپنی عزت کو سنبھال" آگے اس گیت کے یہ اشعار سخت جوش انگیز ہیں "تمہارا حق چھینا گیا - ہم نے تو جتنا ہو سکا تھا کیا تجھ سے کچھ نہ ہو سکا - وہ تو بزدل نکلے - پگڑی سنبھال" "محض باتوں سے کچھ نہیں بنتا - اب تو وطن کا کچھ علاج کرو - پگڑی سنبھال" ... "آج چپ رہنے کا زمانہ نہیں - آج کسی سے کچھ کہنے کا مرنیکا زمانہ ہے - پگڑی سنبھال" "اگر ہماری بات سرکار نے نہ مانی ہم اُنکی کوئی بات نہیں مانینگے - پگڑی سنبھال" ... "تمہاری داڑھی ڈول ڈول دیکھکر ہم نے خوش ہی ہونا ہے - اے دوست کچھ کرو گے تو ہوگا - پگڑی سنبھال" ... "اے جٹا! اگر تیرا کہنا نہ مانا جاوے تو اس زیست سے مرگ بہتر ہے - کھڑا ہو جا - اور اپنے ہاتھ (بہادری) دکھلا - پگڑی سنبھال" ... "اے دوست میں تجھے کیا کچھ کہوں - یہ اچھی بات نہیں کہ حق گنوا کر چپ رہو - پگڑی سنبھال"

افسوس ہے جیسے لطف اصل دیسی زبان میں اسکا ہے ترجمہ میں ویسا نہیں آتا - اسکی تشریح کی ضرورت نہیں اس کالونی میں بہت سے فوجی افسران کو بوجہ خدمات معمولی زمینات دیگئیں اس کمیٹی کے حامیان نے ایک دردناک درخواست انکی طرف سے بنائی - جسپر کے دستخط ہوکر عالیجناب کمانڈر انچیف افواج ہند کیخدمت میں بھیجی گئی کہ ہم کو بوجہ خدمات زمینیں ملیں اب پنجاب گورنمنٹ ہم کو اُن سے محروم کرتی ہے - اُن لوگوں نے معمولی طور سے اپنے رشتہ داروں کو جو فوج میں نوکر ہیں اپنی حالت نازک سمجھکر اطلاع دی - معمولی عقل کا آدمی سمجھ لیتا ہے کہ ان فوجیوں کو اپنے رشتہ داروں کی نازک حالت سنکر کیسی پریشانی ہوئی ہوگی - جاہل دہقانوں کو بل کے فائدہ یا نقصان کے سمجھنے کی کوئی لیاقت نہیں - پس یہ الفاظ زبانزد عوام ہوگئے - کہ سرکار زمینیں چھینتی ہے - چند شخص جاہل جو بھڑکائے جاتے تھے اُنہوں نے اُسوقت جو جو الفاظ کہے اُس کے لکھنے کی کچھ ضرورت نہیں اُنکی خطا نہ تھی - اُن کو بہکایا گیا اب فرمایئے کہ اس خطرناک کارروائی کا کون ذمہ دار تھا ۱۹۰۷ء ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ اس خاص ضلع

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت یورپین مسیحی مورخوں کی محققانہ رائے

افسوس مسلمانوں کی غفلت و ناعاقبت اندیشی اور باہمی مخالفت وغیرہ نے اُن کو حکومت و دولت اور عزت و اقتدار سے محروم کر دینے کے ساتھ ہی اُن سے علمی دولت بھی چھین لی۔ جس سے وہ اقوام عالم میں فایق اور یگانہ روزگار تھے۔ شاید میرے اس بیان پر کسی کو تعجب ہو کہ اُس نے موجودہ مسلمانوں جیسی قوم کی ایسی تعریف کی جو اُس کی حالت موجودہ کے برعکس ہے۔ اس لئے شاید میرے بیان کو مبالغہ پر محمول کیا جائے۔ مگر دراصل مبالغہ نہیں۔ جیسے جو کچھ عرض کیا اور کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بالکل درست ہے۔ اور یہ میری اپنی رائے نہیں۔ بلکہ زمانہ کا مسلمہ قول اور نامور مورخوں کا محققانہ بیان مستند فاضلوں مشہور عالموں کی تحریروں کا خلاصہ اور مشتے از خروارے نمونہ ہے۔ جس کی شہادت و صداقت میں دنیا کی تاریخیں بھری پڑی ہیں۔

اس کے متعلق مخالفین اسلام یورپین مسیحی مورخوں کے بیانات ضرورت سے زیادہ موجود ہیں۔

تاریخ سے یہ امر بصراحت ثابت ہے کہ مسلمانوں کی جیسے ملکی فتوحات حیرت انگیز ہیں۔ ویسے ہی اُن کی علمی ترقیاں تعجب خیز ہیں جس کے موافق تو موافق۔ مخالف تک قایل و معترف ہیں

اسلام مقدس کا اثر

دراصل اسلام مقدس نے جو جوش مسلمانوں میں پیدا کر دیا تھا قانون قدرت کے مطابق اس کا یہی مقتضا تھا۔ جو وقوع میں آیا یعنے انکی روحانی دماغی اور جسمانی قوتیں ترقی کے مدارج طے کر کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ گئیں۔ اور جب تک مسلمان اسلام مقدس کی فرمانبرداری میں سرگرم اور دینی پابندی پر قایم رہے۔ اُن کی دنیاوی ترقی و عروج میں بھی کوئی چیز حارج اور کوئی امر مانع نہ ہو سکا۔ شروع زمانہ اسلام میں مسلمانوں کے مخالفین کے مقابلہ میں اور استحکام اسلام میں مصروف رہے۔ اس مصروفیت نے اُن کو علوم و فنون کیطرف توجہ کرنے کی مہلت نہ دی۔ جب کسی قدر مہلت ملی۔ تو اس جانب مستعدی کے ساتھ متوجہ ہوئے۔

اُنھوں نے اپنے دلی لگاؤ اور مذاق کے مطابق سب سے پہلے قرآن مجید جمع کیا۔ اس کے بعد اس کے معانی حل کرنے اور سمجھنے پر توجہ کی۔ اور معانی کی تشریح کی غرض سے صرف۔ نحو معانی بیان۔ عروض اور قوافی۔ اور وہ تمام علوم۔ جن پر زباندانی کا مدار اور اسکی باریکیوں کی فہمید کا انحصار ہے۔ مسلمانوں نے ایجاد کئے۔ اس سے فارغ ہو کر احادیث نبوی صلعم کے اجتماع اور علوم دینیہ کے تدوین پر متوجہ ہوئے اور اُن کو کمال کے درجہ پر پہنچایا۔

خلافت اُمیہ کے عہد کی ترقی

خلفائے بنی اُمیہ کے زمانہ میں زباندانی اور انشا پردازی کو بڑی ترقی ہوئی۔ شہزادہ خالد نے علم کیمیا میں ناموری حاصل کی فن تعمیر کی ترقی شروع ہوئی۔ دمشق میں مسجد اُمیہ بنائی گئی جو بڑی وسیع و بلند اور نہایت خوشنما مستحکم اور عالیشان ہے۔ اس کو مختلف قسم کے خوشنما نقش و نگار سے اعلےٰ صنعت و کاریگری کا مجسم نمونہ بنایا گیا۔ جس کی خوبصورتی کو رنگ برنگ کی بلور کی پچی کاری کے ذریعہ اور بھی زیادہ بڑھا دیا گیا۔ اس کے بنانے میں فن انجنیری کے کمال کا لطف نہایت دلفریب پیرایہ میں دکھلایا گیا۔ جو دیکھنے پر منحصر ہے۔ یہ مسجد اُمیہ جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبدالملک کے عہد میں تعمیر ہوئی اور خاندان بنی اُمیہ کی یادگار ہے۔ اب تک دیکھنے والوں کے لئے عجیب و غریب لطف اور سیاحوں کی خاص دلچسپی کا ذریعہ ہے۔ جس سے اُس وقت کی اسلامی شوکت اور شایان اسلام کی عظمت کا نمونہ ظاہر اور کاریگر و صناعوں کی صناعی و قابلیت اور کمال ثابت ہوتا ہے) اور کئی نئے شہر تیار ہوئے۔ اسلام مقدس کی پہلی صدی ختم ہونے سے پیشتر ہی علوم مختلفہ کی مضبوط بنیاد قائم ہو گئی جس کو روز افزوں استحکام پہنچتا رہا۔ اور ترقی ہوتی رہی۔

خلافت عباسیہ کے زمانے کا عروج

خلفائے عباسیہ کے وقت میں فلسفہ و حکمت کو بے انتہا فروغ ہوا۔ خلافت عباسیہ میں مسلمانوں نے علمی و عملی ترقیاں حاصل کر لی تھیں۔ اور علمی مذاق اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ خلفائے وقت کی علم دوست ہونے کے علاوہ ان کے تمام وزراء و امراء تک علم اور عالموں کی قدر کرنے اور علمی کتابیں جمع کرنے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا کرتے تھے۔ اُس زمانہ میں عالموں کی قدر اور علمی ترقی میں حصہ لینے علمی کتابوں کی فراہمی اور اُنکی تعداد میں افزونی ایک اظہار تمول [illegible] اُس زمانے کے اہل کمال کا۔ خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہودی [illegible]۔ ملجا و ماوا ر خلافت اسلامیہ کا صدر شہر بغداد شریف تھا۔ [illegible]ں کے علماء و فضلاء اور درسگاہیں، کتب خانے دنیا بھر میں مشہور عالم تھے۔ (میں اس تحریر کو طول دینا نہیں چاہتا۔ ورنہ صرف بغداد شریف کے متعلقہ حالات ہی اس بارہ میں بڑے طویل ہیں۔ جن سے تاریخیں بھری پڑی ہیں۔ جن کو بخوف طوالت نظر انداز کر دیا جاتا ہے)۔

خلافت کے ضعف کے زمانہ کا حال

تیسری صدی کے اخیر میں جب خلافت عباسیہ کی طاقت ضعیف ہو جانے پر اسلامی ممالک میں چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں قائم ہو گئیں۔ تو عرصہ دراز تک اِن حکومتوں میں سے ہر ایک بجائے خود منبع فیض بنی رہی۔ اور ہر ایک میں علماء فضلاء اور حکمائے اسلام بکثرت پیدا ہوئے۔ جنکی تصانیف اسلامی دنیا میں شایع ہوئیں۔ جن سے دنیا بھر نے فیض پایا۔ مسلمانوں کی تصانیف ہر قسم کی۔ ہر علم کے متعلق ہر ضرورت کو پورا کرنے کی غرض سے ہوتی رہیں۔ انھوں نے کوئی ضروری صیغہ نہیں چھوڑا۔ جسمیں اُن کی عمدہ اور اعلیٰ درجہ کی تصنیفات نہ ہوں۔

Spare Copy

مسلمانوں کی ترقی

ڈاکٹر جانسن صاحب کو گو انگریزی میں سب سے پہلے لغت لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔ مگر مسلمانوں میں اون سے پہلے اور بہت پہلے لغت کے مصنف ہو گذرے ہیں۔ ان میں لغت کی ایک کتاب ساٹھ ضخیم جلدوں میں ہے۔ جس میں ہر لفظ کے معنی بسند علماء کے نقرات اور محاورے مستند شعراء کے اشعار کی سند پر بیان کئے گئے ہیں۔

غرناطہ کے حسن بن عبداللہ نے علم طبعیات کی ایک بڑی تاریخی لغات لکھی۔ جو مشہور ہے۔

شاعری کے مسلمان تو موجد ہی ہیں۔ اُنھوں نے نظم کی مختلف بحریں ایجاد کیں۔ مسلمانوں کی بدولت عیسائیوں میں شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ جس سے اس زمانہ کے پادری مذہبی اشعار کہنے لگے اور پھر رفتہ رفتہ دلچسپ غزلیں اور عشقیہ فسانے منظوم ہونے لگے۔ مسلمانوں کے ذریعہ فرانس۔ اٹلی۔ سسلی وغیرہ میں شاعری پھیلی۔ اور ایسے ہی فرانس۔ جرمن اور انگلستان کے باشندوں کو مسلمانوں کے سبب سے سواری کا شوق ہوا۔ اور وہ عربی گھوڑوں کے شایق ہوئے۔ اور ان ملکوں میں شکار کا شوق بھی مسلمانوں ہی کے ذریعہ پیدا ہوا۔

مورخ تو مسلمانوں میں اسقدر ہوئے۔ جنکا شمار نہیں۔ مسلمانوں کا تاریخی مذاق شہرۂ آفاق اور اس میں اونکا کمال اظہر من الشمس ہے۔ مسلمانوں میں سیاح بھی بکثرت گذرے ہیں۔ جو صرف علم کو ترقی دینے کے لئے مختلف ممالک کی سیر و سیاحت کرتے اور اون ممالک کے باشندوں کے حالات قلمبند کرتے اور اپنے سفرنامے لکھتے رہتے تھے۔ مسلمانوں میں مردم شماری اور سلطنت کی آمدنی و خرچ کی تفصیل اور تجارت و صنعت وغیرہ کا حال کتابوں میں درج کئے جانے کا رواج بھی شروع سے چلا آتا ہے۔

مسلمانوں کی عربی میں پوری سائیکلو پیڈیا یا وہ مکمل کتاب جسمیں دنیا کی جمیع اشیاء کا پورا بیان ہوا ہے

مسلمانوں کے علوم و فنون کی نسبت مسیحی مورخوں کی تحریریں۔

مسلمانوں کی ترقی و تصانیف کا کچھ قدرے قلیل اندازہ مسٹر ہامر پرگسٹال کی تاریخ سے ہو سکتا ہے۔ یہ ایک بڑا نامور جرمن عالم اور مستند مورخ ہے۔ اس نے مسلمانوں کے بیان میں ایک ضخیم کتاب سات جلدوں میں لکھی ہے جس کے صفحوں کی تعداد ۷ ہزار سے زیادہ ہے اور یہ ضخیم کتاب ۵۶ھ ہجری مقدسہ اور خلیفہ مکتفی بامر اللہ کے عہد خلافت کے دسویں برس تک کے حالات میں ختم ہو گئی ہے۔ اس کتاب کے دیباچہ میں فاضل مصنف نے ایک فہرست عرب کی اُن کتب تواریخ و رجال کی درج کی ہے۔ جو اس کا ماخذ ہیں۔ اس فہرست میں (۵۰۷) زیادہ کتابیں درج ہیں۔ جن میں سے اکثر کے نام بھی اکثر موجودہ مسلمانان ہند نے سنے ہونگے۔ مسلمانوں اور اُن کے علوم و فنون سے دنیا اور اہل دنیا کو جو فیض پہنچا اور ان کے ذریعہ ترقی و عروج حاصل ہوا۔ اُس کا بیان بڑا طویل ہے۔ جسکی اس مختصر تحریر میں گنجایش نہیں۔ لہذا بخیال اختصار بعض یورپین مسیحی مورخوں کی تحریروں کا خلاصہ بیان کر دیا جاتا ہے۔

بے تعصب انصاف پسند مسیحی یورپین مورخونکی رائے

مسٹر ڈراپر جو یورپین مسیحی نامور مورخ ہیں۔ تحریر فرماتے ہیں کہ آجکل یورپ کے عالم و حکیم اور ہیئت دان وغیرہ چاہتے ہیں کہ اپنی بزرگی قائم کریں اور اصلی عالموں کو تاریکی میں چھوڑ دیں۔ لیکن انکی یہ کوشش انصاف کی نظروں میں حقیر و معیوب ہے۔

مسلمانونکی ترقی علوم و فنون کی تصدیق

آخرکار یورپ کے عالموں کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُن کے علم کی بنیاد اول عربوں نے ڈالی۔ جن کو وہ غیر مہذب اور وحشی کہتے ہیں۔ عربوں نے اپنا نام آسمان کے ستاروں پر لکھدیا ہے۔ اور آجکل کے ہیئت دانوں کو بھی وہی نام استعمال کرنے پڑتے ہیں۔ جو عربوں کے مقرر کردہ ہیں۔

عربوں نے صرف علوم کی طرف ہی توجہ نہیں کی۔ بلکہ انہوں نے روزمرہ کی کارآمد چیزوں پر۔ جو زندگی کا جزو اعظم ہیں۔ بھی پوری توجہ کی۔ اُنہوں نے زراعت کو بہت بڑی ترقی دی۔ اور اس کے واسطے قانون مقرر کئے۔ جانوروں کی نسل بڑہائی۔ گھوڑوں اور بھیڑوں میں ترقی دینے کے ذرایع پیدا کئے۔ چاول۔ نیشکر اور روئی کا استعمال ہم کو اُنہوں نے ہی سکھایا۔ باغ کے میوے اُن کا استعمال اور اُنکی ترقی کے وسائل ہم نے اُن سے ہی سیکھے۔ ریشم کی پیدائش اور اُس سے عمدہ کپڑے بنانے کی ترکیب ہم کو پہلے معلوم نہ تھی۔ اس کا علم ہم کو مسلمانوں کی طفیل ہوا۔ بارود اور بندوق مسلمانوں نے ایجاد کی۔ جو بندوق وہ استعمال کیا کرتے تھے۔ وہ ڈھلے ہوئے لوہے کی ہوا کرتی تھی۔

علی ہذا اور بہتیری ضروری و کارآمد اور مفید اشیاء کے موجد و ترقی دہندے اور بالخصوص ہم کو اُن سے واقف کرنے اور مستفید ہونیکا طریق بتلانے والے یہی مسلمان ہی ہیں۔

یہی مسٹر ڈراپر لکھتے ہیں کہ آجکل کے مصنف عربوں کی تعلیم میں بہت غلطیاں نکالتے ہیں۔ اُن کو خوب سمجھ لینا اور ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہر قسم کی علمی ترقی کو اُس زمانہ کے حالات اور دیگر قوموں کے لحاظ سے دیکھنا چاہئے۔ کیا عجب ہے کہ ہمارے بعد ہمارے علوم میں۔ جنکو ہم اس وقت کامل سمجھ رہے ہیں۔ ہزاروں غلطیاں نکلیں۔ اسی فاضل مورخ کا بیان ہے کہ جسطرح اہرام مصری کے دیکھنے سے ہنر قدیم کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اسیطرح ہم عربوں کی کتابوں اور عمارتوں کے دیکھنے سے اُن کے علوم و فنون اور صنعت وغیرہ کی ترقی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ یہی بے تعصب و منصف مزاج مورخ افسوس کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ مسلمانونکی تصنیفیں اور انکی بنائی ہوئی چیزیں بہت کم موجود ہیں جن میں سے کچھ کو تو انقلاب زمانہ نے ضائع کر دیا اور زیادہ تر عیسائیوں کے حسد کی نذر ہو گئیں۔ جنکو انہوں نے اسلئے تلف و برباد کر ڈالا کہ آیندہ اُن کی وحشیانہ حالت زمانہ پر ظاہر ہو۔ لیکن باوجود اس کے مسلمانوں کی تصنیفات اس قسم کی ابھی تک موجود ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشکل علوم کے اوق اور نہایت نازک مسایل تحقیق و حل کرنے میں نہایت اعلیٰ درجہ کی قوت دماغی ظاہر کی ہے اور اپنے کمال کی طاقت دکھلائی ہے۔

راقم محمد محبوب الرحمٰن۔

(باقی دارد)

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے تو رجوع کر لیا ہے

اُمید ہے کہ دوسرے علماء بھی جنمیں سے بعض کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں اپنے عقیدہ سے آگاہی عطا فرماویں گے

حضرت اقدس مرزاصاحب کے برخلاف بہت شور علماء نے اس وجہ سے مچار کہا تہا۔ کہ آپ کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ آنیوالا مسیح موعود اور مہدی مسعود تلوار نہیں چلائیگا۔ نہ کفار کو قتل کریگا۔ بلکہ امن اور صلحکاری کے ساتھ دلائل قاطع اور حجج نیرہ اور نشانات سماوی کے ذریعہ سے اسلام کی فتح تمام ادیان باطلہ پر کردیگا۔ برخلاف اس کے علماء اسلام کا عقیدہ جیساکہ انکی کتب میں درج ہے یہ ہے۔ کہ ایک مہدی ایسا آنیوالا ہے جو کہ اسلام کی ظاہری سلطنت کو دنیا کے اندر قائم کرے گا اور کفار کو تلوار کے ذریعہ سے مغلوب کر دیگا اخبار سول ملٹری گزٹ مورخہ ۱۹ر جولائی سنہ ۱۹۰۵ء میں جو کہ لاہور سے شائع ہوتی ہے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے ایک مضمون شائع کیا ہے کہ مسلمانوں میں علماء کا یہ عقیدہ ہے کہ آنیوالا مہدی یا مسیح تلوار نہیں چلائیگا بلکہ صرف امن اور صلح کے ساتھ اپنا کام کریگا گو یا مولویصاحب موصوف کے نزدیک تلوار چلانیوالے یا جلالی سلطنت قائم کرنیوالے مہدی کا عقیدہ صرف ان لوگوں کا ہے جو کہ **جاہل** ہیں۔ ہمیں اس بات کے پڑہنے سے خوشی ہے کیونکہ جو عقیدہ حضرت مرزاصاحب اتنی مدت سے شایع کر رہے ہیں اور جسکی وجہ سے آپ پر کفر کا فتوی لگایا گیا تہا اور جو کہ صحیح عقیدہ اسلامی ہے وہی آخر کار جناب مولویصاحب نے اختیار کیا بلکہ شایع کیا خواہ وہ اشاعت سردست انگریزی زبان میں ہی ہو لیکن ساتھ ہی ہم یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ مولویصاحب کی اصطلاح کے مطابق ہندوستان پنجاب کے مولویوں میں سے کون کون عالم کہلانیکا حق رکھتے ہیں اور کون کون جاہل کہلانیکے مستحق ہیں اس واسطے ہم تمام مولوی صاحبان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے عقیدہ سے ہم کو مطلع فرماکر مشکور فرماویں جو صاحب اطلاع نہ دیں گے ان کی نسبت بہرحال یہی یقین کرنا پڑے گا کہ وہ اپنے پرانے عقیدہ پر قایم ہیں۔ کہ ایک تلوار چلانے والا مہدی آخری زمانہ میں پیدا ہوگا۔ جسکی سلطنت ظاہری بھی ہوگی۔ اور جو کفار کو مغلوب کرے گا۔ بعض مولویصاحبان کے نام درج ذیل ہیں۔ اور اس غرض سے انکی خدمت میں یہ اخبار روانہ کیا جاتا ہے۔

مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی۔ مولوی عبدالحق صاحب غزنوی مولوی ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی قاضی سلیمان پہلواری مولوی محمد اسحٰق صاحب پٹیالہ مولوی محمد حسن صاحب لدھیانوی۔ مولوی محمد بشیر صاحب ساکن دہلی

مولوی احمداللہ صاحب امرتسری مولوی عبدالواحد صاحب امام مسجد چینیاں حافظ عبدالمنان صاحب وزیرآباد

سررشتہ تعلیم پنجاب اور مسلمانوں کے حقوق

(نمبر ۵)

اس سلسلہ کے سابقہ نمبر میں اُن غیر مسلم ملازمان سررشتہ کی ایک مختصر فہرست دیجاچکی ہے جنہیں عرصہ قلیل میں مکرر سہ کرر ترقیاں دیگئی ہیں۔ اور ترقیاں بھی خاصی معقول و بیش قرار۔ حالانکہ غریب و بیکس مسلمانوں کو عموماً بہت کم ترقی ملی ہے اور بعض صورتوں میں باوجود صریح استحقاق و اہلیت کے انہیں محض از راہِ ناانصافی و قوم پرستی اضافہ و اعزاز سے محروم کیا گیا ہے۔ بعد ہیں اسی قسم کی چند اور نظیریں معلوم ہوئی ہیں جو درج ذیل کیجاتی ہیں:-

نام	سابق تنخواہ		ترقی کے بعد			نوٹیفکیشن
(۱) ہیا نارام	۱۰۰ روپیہ سے		۱۸۰ روپیہ			نوٹیفکیشن نمبری ۲۳۱۹-ای مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۸۰	″	۱۰۵	″	″	۹۶۶ ″ ″ ۱۲ اپریل ۱۹۰۷ء
(۲) باگھ سنگھ	۵۰	″	۶۰	″	″	۱۷۳۴ ایس ″ ۱۴ ستمبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۶۰	″	۷۰	″	″	۱۹۷ ای ″ ۱۹ جنوری ۱۹۰۷ء
(۳) جے رام داس	۶۰	″	۷۰	″	۱۸۰	۲۸۵ ایس ″ ۲۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۷۰	″	۹۵	″	″	۵۳۰ ای ″ ۱۲ فروری ۱۹۰۷ء
(۴) رام دتا مل	۵۰	″	۶۰	″	″	۲۸۵ ایس ″ ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۶ء
مکرر	۶۰	″	۷۶	″	″	۳۱۰ ای ″ یکم مئی ۱۹۰۷ء

ناظرین آپ نے دیکھا کہ ہندوؤں کو کتنی جلدی جلدی اور کیسی فراخدلی سے ترقیاں دیجاتی ہیں۔ اور یہ تو بطور نمونہ بہت تھوڑی مثالیں ہیں جو صرف گورنمنٹ گزٹ پنجاب سے لیگئی ہیں۔ اور صرف سرکاری ہائی سکولوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ دیگر مدارس میں بھی اغلباً ایسے ہی بہتیرے کیس ہوتے ہونگے۔ برخلاف اس کے گورنمنٹ ہائی سکولوں میں مسلمان ایک بھی ایسا نہ ملیگا جسکو اس عرصہ میں ہندوؤں کی طرح مکرر سہ کرر ترقی ملی ہو۔ ٹریننگ انسٹی ٹیوشنوں (مدارس معلمی) اور انسپکشن لائن (صیغہ معائنہ) میں بھی ایسی ہی کیفیت ہے جو انشاء اللہ اپنے موقع پر بیان کی جائیگی۔

اب ہم حسب وعدہ ایک سرسری نظر اُن ترقیوں پر ڈالتے ہیں جو ۲۰ راگست ۱۹۰۶ء سے ۲۵ فروری ۱۹۰۷ء تک دیگئی ہیں۔ واضح رہے کہ ۲۰ راگست ۱۹۰۶ء وہ تاریخ ہے جسمیں کہ جدید سکیم شایع کیگئی۔ اور ۲۵ فروری ۱۹۰۷ء وہ تاریخ ہے جسکو لالہ شیو لال صاحب بی۔ اے نے عہدہ رجسٹرار کا چارج لیا تھا۔

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۱)	سندر داس صاحب	۱۹۲۴	یکم ستمبر ۱۹۰۶ء	۲۵۰ روپیہ سے ۳۰۰ روپیہ	۵۰
(۲)	گوکل چند صاحب	″	″	۲۰۰ ″ ۲۵۰	۵۰
(۳)	برج بہاری لال صاحب	″	″	۱۶۰ ″ ۲۰۰	۴۰
(۴)	نکھا داس صاحب	۵۹۳ ای	۲۶ اکتوبر ۱۹۰۶ء	۵۰ ″ ۵۵	۵
(۵)	حکم چند صاحب	۲۱۳۷ ″ و ۱۸۷ ″	۲۶ نومبر ۱۹۰۶ء و ۹ مارچ ۱۹۰۷ء	۲۰ ″ ۳۰	۱۰
(۶)	اندر بھان صاحب	۱۹۲۰	۳۱ اکتوبر ۱۹۰۶ء	۴۵ ″ ۵۰	۵
(۷)	گنیدا رام صاحب	۲۱۹۳	۲ دسمبر ۱۹۰۶ء	۴۰ ″ ۴۵	۵
(۸)	ونیو چند صاحب	نوٹیفکیشن ۲۱۹۴ ای و ۵۷ ″	۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء و ۱۸ جنوری ۱۹۰۷ء	۵۵ روپیہ سے ۷۵ روپیہ	۲۰
(۹)	رانجی دت	۲۱۹۰	۲۴ دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۵ ″ ۲۵	۱۰
(۱۰)	کرم چند قائمقام ہیڈ ماسٹر	۲۲۹۹	۱۲ دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۴۲ ″ ۱۶۰	۱۸
(۱۱)	نہال چند صاحب	″	″	۱۰۰ ″ ۱۲۰	۲۰
(۱۲)	مول چند صاحب	″	″	۹۰ ″ ۱۰۰	۱۰
(۱۳)	ہیا نارام صاحب	″	″	۷۰ ″ ۸۰	۱۰
(۱۴)	ماسٹر سادھو رام صاحب	۲۲۳۸	۱۴ دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۰۰ ″ ۱۲۰	۲۰
(۱۵)	پیارے لال صاحب	″	″	۱۳۰ ″ ۱۵۰	۲۰
(۱۶)	نرائن داس گپتا	″ و ۴۴ ″	″ و ۵ فروری ۱۹۰۷ء	۱۰۰ ″ ۱۲۰	۲۰
(۱۷)	رامچند	۲۲۳۸	۱۴ دسمبر ۱۹۰۶ء	۹۰ ″ ۱۰۰	۱۰
(۱۸)	لچھمن لال	″	″	۸۰ ″ ۹۰	۱۰
(۱۹)	بھگت رام	″	″	۷۰ ″ ۸۰	۱۰
(۲۰)	ہرچند داس	″	″	۶۰ ″ ۷۰	۱۰
(۲۱)	تلسی رام	۲۲۴۰	۱۶ دسمبر ۱۹۰۶ء	۲۰ ″ ۲۵	۵
(۲۲)	شیو نرائن	۲۳۸۱	۲۲ دسمبر ۱۹۰۶ء	۷۰ ″ ۸۰	۱۰
(۲۳)	گنگا سنگھ	۵۵	۸ جنوری ۱۹۰۷ء	۷۰ ″ ۸۰	۱۰
(۲۴)	گنگا رام	″	″	۵۰ ″ ۵۵	۵
(۲۵)	رام چند سونچہ	۵۴	″	۷۰ ″ ۸۰	۱۰
(۲۶)	برکت چند	۶۱	″	۴۰ ″ ۴۵	۵
(۲۷)	کرم نرائن	۱۹۶	۱۹ جنوری ۱۹۰۷ء	۴۵ ″ ۵۵	۱۰
(۲۸)	باگھ سنگھ	۱۷۳۴ ایس و ۱۹۷ ای	۱۴ ستمبر ۱۹۰۶ء و ۱۹ جنوری ۱۹۰۷ء	۵۰ ″ ۷۰	۲۰
(۲۹)	لبھو رام	۲۴۱ و ۷۱۹	۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء و ۹ مارچ ۱۹۰۷ء	۱۵ ″ ۲۰	۵
(۳۰)	چوتھ رام	۲۵۱	۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء	۲۵ ″ ۳۰	۵
(۳۱)	میا داس	۴۱۰	۱۳ فروری ۱۹۰۷ء	۴۵ ″ ۵۰	۵
(۳۲)	شام لال	۴۱۱	″	۵۰ ″ ۵۵	۵
(۳۳)	جے رام داس	۵۳۰	۱۲ ″	۷۰ ″ ۹۵	۲۵
(۳۴)	چند کشور	۴۱۹	۱۳ ″	۲۵ ″ ۳۰	۵
(۳۵)	بھگومل	″	″	۲۵ ″ ۳۰	۵
(۳۶)	دربارا سنگھ	۴۹۹	″	۲۰ ″ ۲۵	۵

میزان ترقیات = ۵۹۵ روپیہ ماہوار

اور اسی عرصہ کے اندر مسلمانوں کو حسب ذیل ترقیاں ملیں:-

نمبر شمار	نام	نمبر نوٹیفکیشن	تاریخ	تشریح ترقی	مقدار ترقی
(۱)	محمد اشرف	۲۲۱۹	۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۹۰ ″ ۲۰۰	۱۰
(۲)	فقیر محمد	۱۹۴۷	۳ نومبر ۱۹۰۶ء	۳۰ ″ ۴۰	۱۰
(۳)	الہ بخش	۲۰۳۶	۱۳ ″	۳۵ ″ ۴۰	۵
(۴)	سلطان احمد	۲۲۱۹	۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء	۱۳۰ ″ ۱۴۰	۱۰
(۵)	نور بخش	″	″	۸۰ ″ ۹۰	۱۰
(۶)	ہدایت اللہ	″	″	۶۰ ″ ۷۰	۱۰
(۷)	عبدالرحمن	۴۳	۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء	۵۵ ″ ۶۰	۵

میزان ترقیات .... ۶۰ روپیہ

اور حسب ذیل ترقیاں ہندوؤں کو بعد میں اور دی گئیں۔

(۱) بھاناارام // ۹۶۶ ای ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء ۸۰ سے ۱۰۵ روپیہ ۲۵ عہ

(۲) گنج لال // ۸۲۹ // ۲۱ مارچ ۱۹۰۷ء ۳۰ // ۳۵ صہ

(۳) برکت رائے // ۸۳۴ // // ۵۵ // ۶۰ صہ

(۴) سیتا پرشاد // ۸۳۷ // // ۲۰ // ۲۵ صہ

(۵) تلسی دہر // ۸۴۸ // // ۱۵ // ۲۰ صہ

(یہ شخص سررشتہ تعلیم میں تازہ ہی ملازم تہا (دیکھو نمبر ۲۹۱ مورخہ ۴ر اکتوبر جو اسکی تاریخ تقرر ہے)

(۶) سالگ پرشاد کہوسلہ // ۹۵۰ // ۳ر اپریل ۱۹۰۷ء } ۱۰ // ۱۸ لہ
// ۱۰۱۴ // ۱۹ // //

(۷) رام چیندر // ۵۶۵ // ۲۷ر فروری ۱۹۰۷ء ۱۰ // ۱۴۰ سے

(۸) بہگت سنگہ // ۵۶۸ // // ۸۰ // ۱۰۰ عہ

(یہ شخص بہی سررشتہ تعلیم کا تازہ ہی ملازم تہا۔ اسکی تاریخ تقرر ۱۳ر ستمبر ۱۹۰۶ء ہے دیکھو نمبر ۴۳۱۔ ایس)

(۹) چہتر مل // ۱۰۸۳ // ۴ر اپریل ۱۹۰۷ء ۴۰ // ۵۰ عہ

(۱۰) راما تامل // ۱۲۱۰ // یکم مئی // ۶۰ // ۷۰ عہ

(۱۱) شانداس // ۱۲۱۱ // // // ۵۰ // ۶۰ عہ

(یہ شخص بہی تازہ ہی ملازم ہے تاریخ تقرر ۳ دسمبر ۱۹۰۶ء نمبر ۸۸۱۸ ای)

میزان ترقیات . . . . ۱۱۰ ۲۳۶ ع

اور مسلمانوں کو ان کے بالمقابل صرف یہ ایک ترقی ملی وہ بہی پانچ روپیہ کی :-

(۱) غلام علی۔ ۱۵ روپیہ سے ۲۰ روپیہ۔ صہ

اعداد مندرجہ بالا کسی تشریح و ریمارک کے محتاج نہیں۔ بلکہ زبان حال سے خود ہی ہندو عملہ با اختیار کی منصف مزاجی اور حق پسندی و حق رسانی کی داد دے رہے ہیں۔ یعنی جبکہ ہندوؤں کو ۵۹۵ روپے ماہانہ ترقی دی گئی مسلمانوں کو اسی چھ ماہ کے عرصہ میں ان کے بالمقابل فقط سو روپیہ اضافہ ملا۔ اور بعد کے ڈہائی مہینوں میں جہاں ہندو خوش نصیبوں کو ۲۳۶ روپے ترقی مرحمت ہوئی وہاں انہیں اپنے ہموطن مسلمان بہائیوں کو صرف پانچ روپیہ کی قلیل بلکہ ذلیل ترقی دینے کی ہی توفیق تہی۔ اور بس۔ کیا کوئی غیر متعصب اور انصاف دوست آدمی کہہ سکتا ہے کہ عملہ مذکورہ کی یہ کارروائی قوم پرستی اور جنبہ داری سے خالی ہے؟۔ اور اسی پر تو یہ داستان پردرد ختم نہیں ہو جاتی۔ بلکہ ابہی ہمیں اس بارہ میں اور بہت کچھ کہنا ہے اور واقعات و اعداد کی بنا پر ان حضرات کی قوم پرستی کے بڑے بڑے کارنامے سنانے ہیں۔

احمدیوں کے مخالف کی بصیرت

جناب سکول ماسٹر صاحب حوالدار سلطان علیخان۔ السلام علیکم۔ سراج الاخبار مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ کالم ۲ میں آپکی طرف سے بعنوان مرزائیوں کو شکست ایک مباحثہ کا خلاصہ چہپا ہے۔ جو مابین مولوی ملک الدین صاحب ولد حافظ غلام حیدر ساکن دسولیہ ضلع بنہ (؟) داؤد خاں حال امام پلٹن ۴۲ متعینہ ہانگ کانگ اور سید حسین شاہ صاحب احمدی امام گیریشن ہاتری اور غلام مصطفے صاحب حوالدار حبل خانہ ہانگ کانگ میں بشمولیت منصفان ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب صوبہ دار میر بخش صاحب جمعدار رمضان خان ہوئی۔ خادم بحیثیت فوجی ہونے کی جواب دینا ضروری سمجھکر عرض پرداز ہے۔ آپ ملاحظہ فرماکر جواب سے سرفراز فرماویں۔

سوال اول۔ مولوی صاحب نے سید صاحب سے سوال کیا۔ کہ آپ قرآن شریف میں ایک حرف بہی کم و بیش کرنیوالے کو کیا سمجھتے ہیں۔ اسکو کہا کافر۔ مولوی صاحب نے جہٹ ازالہ اوہام صفحہ ۲۱ سے آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی زیادتی دکہادی۔ جواب۔ ولا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ان السمع والبصر والفؤاد کل اولٰئک کان عنہ مسئولا۔ پارہ ۱۵ کان سے سنا ہے تو آپ کسطرح محقق ہیں۔ کہ آنکہ سے ملاحظہ فرماکر تحقیقات نہ کی۔ اور سچ یا جہوٹ سے غرض نہ رکہی اور جہٹ لکہنے کی فکر کی۔ اگر آنکہ سے ملاحظہ فرمانے کے بعد لکہنے کی تکلیف گوارا کی ہے۔ تو جب وہاں اسی صفحہ بلکہ اسی سطر میں لکہا ہوا ہے۔ کہ یہ قرات ابن عباس کی ہے۔ تو کیوں اسکو مرزا صاحب کیطرف منسوب کیا۔ یہ اعتراض مولویصاحب نے ابن عباس پر کیا ہے۔ افسوس کہ ہمارے مخالف ناحق اعتراضات پر جو پیچ کہولتے ہیں۔ آپکی سمجھ کے مطابق کیوں ہمیں حق نہیں پونچتا۔ کہ ہم لکہدیں کہ حوالدار سلطان علیخان سکول ماسٹر ہانگ کانگ نے سراج الاخبار ۹ر جولائی ۱۹۰۷ء میں آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث لکہکر قرآن شریف میں زیادتی کی ہے۔ ما ھو جوابکم فھو جوابنا۔ نیز کس مطبع میں مرزا صاحب نے قرآن شریف چہپوایا ہے جس میں زیادتی کی ہے پتہ دیجیئے۔

سوال دوئم۔ جو شخص دعوی کرے کہ میں پیغمبر سے بڑہکر مفہوم قرآن پر حاوی ہوں۔ وہ آپکے نزدیک کیسا ہے۔ سید نے کہا کافر۔ اسپر مولویصاحب نے کرامات الصادقین صفحہ ۱۹ سے یہ عبارت پیش کردی "پس یہ خیال کہ گویا جو کچھ آنحضرت صلعم نے قرآن کریم کے بارہ میں بیان فرمایا ہے اس سے بڑہکر ممکن نہیں۔ بدیہی البطلان ہے" جواب۔ اسی صفحہ ۱۹ میں اس عبارت سے پہلے مرزا صاحب نے بیان فرمایا ہے "کہ یہ سچ ہے کہ جو کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے معنے بیان فرمائے ہیں۔ وہی صحیح اور برحق ہیں۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ جو کچھ معارف قرآن کریم کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے۔ اُن سے زیادہ قرآن کریم میں کچھ نہیں۔ خدا تعالی کی پاک اور سچی کلام کو شناخت کرنے کے لیے یہ ایک ضروری نشانی ہے۔ کہ وہ اپنی جمیع صفات میں بے مثل ہو۔ مثلاً اگر ایک درخت کے پتے کی عجائبات کی ہزار برس تک بہی تحقیقات کیجاوے تو ہزار برس ختم ہو جاویگا۔ مگر اس درخت کے پتہ کے عجائبات ختم نہ ہونگے" میں کہتا ہوں کہ اگر ایک پتے کے عجائبات ہزار برس تک بہی ختم نہیں ہوتے۔ تو قرآن کریم کے عجائبات کہاں ختم ہوسکتے ہیں۔ اسمیں سر یہ ہے۔ کہ جو چیز غیر محدود قدرت سے وجود پذیر ہوئی ہے۔ اسمیں غیر محدود عجائبات اور خواص کا پیدا ہونا ایک لازمی اور ضروری امر ہے۔ اور بے مثل ہونا غیر محدود ہونے کو مستلزم ہے۔ یعنی ہر ایک چیز اُسی حالت میں بے نظیر ٹہہر سکتی ہے۔ جبکہ اس کے عجائبات اور خواص کی کوئی حد اور کنارہ نظر نہ آوے اور یہی خاصیت خدا تعالی کی ہر ایک مخلوق میں پائی جاتی ہے۔ اور آیت قل لو کان البحر مدادا لکلمٰت ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا سے ظاہر ہے کہ کلمات ربی ہرگز ختم نہیں ہوسکتے۔ جناب کے نزدیک کلمات ربی کیا مراد ہے۔ اگر یہی قرآن کریم مراد ہے جو مابین دفتین میں موجود ہے۔ تو نعوذ باللہ وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور اگر کلمات ربی سے مراد حقایق و معارف قرآنی مراد ہیں۔ اور وہ آپکے نزدیک ختم ہو چکے ہیں۔ تو بہی حسب آیت مذکورہ وعدہ ربی صادق نہیں ٹہہر سکتا۔ ہر دو جہت سے آپ کے عقیدہ کے بموجب وعدہ ربی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ حقایق و معارف قرآنی غیر محدود ہیں۔ اور اسی پر ہمارا ایمان ہے۔ کہ امر سابق تہا۔ ہاں جسقدر معارف و حقایق قرآنی کے آنحضرت صلعم کیوقت میں ضرورت تہی وہ آنحضرت صلعم نے بیان فرمائے۔ اور سورہ نور پارہ ۱۸ میں خداوند کریم نے آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض میں خلفائے محمدی کی بشارت دی۔ اور آنحضرت صلعم نے بہی فرمایا ہے کہ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علی رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ رواہ ابو داؤد۔ یعنی ہر صدی کے سر پر خداوند کریم مجدد مبعوث کریگا۔ اور وہ فیض محمدی سے مستفیض ہوکر حسب ضرورت زمانہ معارف و حقایق قرآنی بیان کریگا۔ جیسا کہ مرزا صاحب نے خود بیان فرمایا ہے۔ کہ میں بروز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ہوں۔ اور جو کچھ معارف و حقایق مجہپر کہلتے ہیں وہ کامل متبع

تمام دفتری خطو کتابت

ہونے کیوجہ سے بطفیل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کہلاتے ہیں۔ اور تابع کا کام ہمیشہ متبوع کا کام سمجھا جاتا ہے پس جو حقایق و معارف۔ اس سے پہلے مجددوں نے بیان فرمائے یا مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں۔ اور بیان فرماوینگے۔ وہ دراصل معارف و حقایق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ کیونکہ بیان کنندے فیض محمدی سے مستفیض ہوتے کیوجہ سے وارث ان حقایق و معارف قرآنی کے ہوئے اور ہیں اور ہونگے۔ جو انہوں نے بیان فرمائے۔ یا مرزا صاحب بیان فرماتے یا فرماویں گے۔ آپ نے کسطرح خیال فرمایا کہ آنحضرت صلعم سے بڑھکر یا جدا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جسقدر آپ کے زمانہ میں ضرورت تھی۔ حقایق و معارف قرآنی بیان فرمائے۔ آیندہ کیواسطے حسب آیت و حدیث مذکورہ جس زمانہ میں جسقدر ضرورت ہوئی تھی۔ یا ہے۔ یا ہوگی۔ فیض محمدی سے فیض یافتہ مامور من اللہ بیان فرماتے رہے اور مرزا صاحب بیان فرماتے ہیں اور فرماتے رہیں گے۔ ہمارا اسی پر ایمان ہے۔ آپ معارف و حقایق قرآنی کو محدود مانتے ہیں یا غیر محدود۔ ہمارے نزدیک معارف و حقایق قرآنی غیر محدود نہیں۔ کما مر سابقًا۔ آپ اپنا عقیدہ ظاہر کریں۔

سوال سوئم۔ مولوی صاحب نے کہا کہ آیا معجزات برحق ہیں یا نہیں۔ اور جو شخص ان کو مکروہ اور قابل نفرت سمجھے۔ کیسا ہے وہ بولے معجزات برحق ہیں۔ اور مکروہ جاننے والا کافر۔ مولیصاحب نے ازالہ اوہام صفحہ ۳۰۳ سے یہ عبارت پڑھکر سنا دی "بہرحال مسیح کی یہ تربی کاروائیاں زمانہ حال کے موافق بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لایق نہیں جیساکہ عوام الناس اسکو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا کے فضل اور توفیق سے ابن مریم سے کم نہ رہتا" **جواب**۔ مرزا صاحب نے ہرگز ہرگز معجزات سے انکار نہیں کیا۔ بلکہ ازالہ اوہام میں آپکی پیش کردہ عبارت سے پہلے بیان فرمایا ہے کہ انبیاء کے معجزات دو قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ جو محض سماوی امور ہوتے ہیں جنمیں انسانکی تدبیر اور عقل کو کچھ دخل نہیں ہوتا جیسے شق القمر جو ہمارے سید و مولانا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا۔ اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود قدرت نے ایک راستباز اور کامل نبی کی عظمت ظاہر کرنے کیلئے اس کو دکھایا تھا۔ (۲) دوسرے عقلی معجزات ہیں جو اس خارق عادت عقل کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہوتے ہیں جو الہام الٰہی سے ملتی ہے جیسے حضرت سلیمانؑ کا وہ معجزہ صرح ممرد من قواریر جسکو دیکھکر بلقیس کو ایمان نصیب ہوا۔" آپ انصاف سے جواب دیں کہ کیا اسی کو انکار معجزات کہا جاتا ہے۔ یہ اقرار معجزات ہے۔ یا انکار۔ پھر اسی ازالہ اوہام میں صفحہ ۳۰۳ سے پہلے لکھا ہے۔ یہ کہ جاننا چاہیے کہ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ حضرت سلیمان کے معجزہ کیطرح صرف عقلی معجزہ تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں میں ایسے امور کیطرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے۔ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنیوالے تھے۔ وہ لوگ جو فرعون کے وقت میں مصر میں ایسے کام کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح کیوقت میں عام طور پر یہودیوں کے ملکوں میں پھیل گئے تھے۔ اور یہودیوں نے ان کے بہت سے ساحرانہ کام سیکھے تھے۔ جیساکہ قرآن کریم بھی اسبات کا شاہد ہے سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دی ہو۔ جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے۔ اور جبکہ یہ بھی امر ثابت شدہ بات ہے۔ کہ مامور من اللہ کو حسب ضرورت زمانہ معجزہ دیا جاتا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ساحران مصر کے مقابلہ میں اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ اور آنحضرت صلعم کیوقت میں فصاحت و بلاغت کا بہت زور تھا۔ لہذا قرآن کریم میں اس قسم کی فصاحت و بلاغت عنایت فرمائی جسکے مقابلہ میں با وجود تحدی کے تمام فصحا عاجز ہیں۔ اور تاقیامت رہینگے۔ اسوقت بھی تکلم کا زور ہے۔ سو حضرت اقدس کو اسی قسم کا معجزہ دیا گیا۔ دیکھو اعجاز المسیح کے مقابلہ میں باوجود تحدی کرنے علمائے عرب۔ بغداد مصر۔ کابل ہند کے کوئی مقابلہ نہیں کر سکا۔ اور نہ کوئی کرسکتا ہے اسوقت تو علم الترب کا زور ہے اور وہ ہیپناٹزم کی ایک دلیل سمجھا گیا ہے۔ لہذا یہ معجزہ نہ ہوئی ضرورت حقہ کے حضرت اقدس کو عنایت نہیں فرمایا گیا۔ اب اس علم کو حاصل کرنے کے لئے تضیع اوقات نہیں تو اور کیا ہے۔ مرزا صاحب نے مکروہ اور قابل نفرت معجزہ مسیح کو ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ سلیمانؑ کے معجزہ سے مثال دیکر عقلی معجزہ تسلیم فرمایا ہے

زمانہ حال میں جسطرح کل شعبدہ بازی صناعاں یورپ کرتے اور چڑیوں کو بناتے اور کھلونے کھیل کے طور پر بناتے ہیں۔ انکی آجکل ضرورت نہ ہونے کیوجہ سے اسکو مکروہ اور قابل نفرت فرمایا ہے۔ مسیح کیوقت میں ضرورت حقہ ہونیکی وجہ سے معجزہ عقلی تھا۔ اب بغیر ضرورت مثل صناعاں یورپ مکروہ اور قابل نفرت بیکل ہے۔ اسوقت ضرورت حقہ کیوجہ سے معجزہ تھا۔ عوام الناس اس سے مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں سو یہ معجزہ ایسا نہ تھا کہ اس سے مسیح کی خالقیت سمجھی جاتی آپ کیطرح عوام الناس حضرت مسیح کو خالق طیور خیال کرتے ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کا شرک ہے۔ میں آپسے پوچھتا ہوں کہ آپ ان چڑیوں کو جو بیان کیجاتی ہیں جو مسیح نے پیدا کی تھیں۔ کوئی فرق مابہ الامتیاز ہو تو پیش کریں۔ آپ اپنے اعتقاد کیموجب سو خطا لیشین وغیرہ کلیم مندرجہ ذیل آیات میں تطبیق دیں۔ (۱) سورہ توبہ پارہ ۱۰۔ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابًا من دون الله والمسيح ابن مريم۔ ترجمہ۔ پکڑتے ہیں اپنے عالم اور درویش اللہ کو چھوڑکر رب۔ اور مسیح بیٹے مریم کو۔ یعنی مسیح کو معبود مانا ہے۔

(۲) سورہ نحل پارہ ۱۴۔ والذين يدعون من دون الله لا يخلقون شيئًا وهم يخلقون اموات غير احياء وما يشعرون ايان يبعثون۔ ترجمہ۔ اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے۔ اور خود پیدا شدہ ہیں۔ مردے ہیں جنمیں جی نہیں اور خبر نہیں رکھتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ یعنی نہ معبود زندہ ہیں اور نہ انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے۔

(۳) الله الذي خلقكم ثم رزقكم ثم يميتكم ثم يحييكم هل من شركائكم من يفعل من ذلكم من شيء سبحانه وتعالى عما يشركون ط ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو روزی دی پھر تم کو ماریگا پھر تم کو زندہ کریگا۔ کیا کوئی ہے تمہارے شریکوں میں سے جو کر سکے ان کاموں میں سے ایک کو۔ (۴) ام جعلوا لله شركاء خلقوا كخلقه فتشابه الخلق عليهم قل الله خالق كل شيء وهو الواحد القهار۔ ترجمہ۔ کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے شریک ایسی صفات میں ٹھیر رکھے ہیں کہ جیسے خدا خالق ہے وہ بھی خالق ہیں۔ اس دلیل سے انہوں نے انکو خدا مان لیا۔ انکو کہدے (اے محمد صلعم) کہ اللہ تعالیٰ خالق ہر ایک چیز کا ہے۔ وہ اکیلا ہر چیز پر قادر اور غالب ہے۔ دیکھو پارہ ۱۳ سورہ رعد جناب مولوی طالب دین صاحب سے یا جن جا ہیں مدد لیکر تناقض آیات کو رفع کردیں مخفی نہیں کہ پہلی آیت سے ظاہر ہے۔ کہ مسیح کو لوگوں نے معبود مانا۔ دوسری آیات سے واضح ہے کہ جو معبود مانے گئے ہیں۔ انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا۔ بلکہ خود پیدا شدہ ہیں اور مر گئے ہیں۔ اس سے مسیح نہ تو خالق طیور رہا۔ اور نہ زندہ + اگر آپ کا یہ عذر ہو کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے مسیح کو صفت خالقیت میں شریک کر رکھا تھا۔ تو یہ صریح الحاد ہے۔ اسلئے کہ اگر خدا تعالیٰ اپنی صفت خاصہ الوہیت بھی غیر کو دے سکتا ہے۔ تو اس سے اسکی خدائی باطل ہوتی ہے۔ اگر یہ عذر ہو کہ ہم یہ اعتقاد تو نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے خالق طیور تھا۔ بلکہ یہ طاقت قادر مطلق نے دے رکھی تھی۔ اور اسکو اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنا مثیل بنا دے۔ ایسا عذر بالکل مشرکانہ عذر ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا اپنے مارنے پر قادر ہے۔ یا نہیں۔ اگر نہیں تو قادر مطلق نہ رہا۔ اگر ہے تو موت باری ممتنع الذات نہ رہی پس یہ خیال کہ مسیح خالق طیور تھا سراسر مشرکانہ خیال ہے۔ کیونکہ خلق اوصاف خاصہ الوہیت سے ہے۔ اور خاصہ غیر میں نہیں پایا جاتا۔ اور اوصاف مخصوصہ خدائی اگر عباد میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں مخلوق پرستوں کے کل مذہب صحیح و درست ہو جائیں گے۔ جسقدر مخلوق پرست لوگ ہیں انکا یہ قول ہے کہ ہمارے معبودوں کو خدا نے خدائی کی طاقتیں دے رکھی ہیں + اس سے ثابت ہو گیا کہ مسیح کی نسبت جو یخلق من الطين کے الفاظ آئے ہیں وہ خالقیت اور قسم کی ہے خالقیت باریتعالیٰ سے اسکو کوئی مشابہت نہیں۔ اگر دراصل مسیح کے جاندار پرندے بنائے ہوئی ہوتے۔ تو خدا کی خالقیت کے مشابہ ہو جاتے۔ اور خلقوا كخلقه کا دعویٰ باطل ہو جاتا۔ اور نیز ایسے خالقوں کے سامنے فتشابه الخلق عليهم کی مجبوری سے خالق حقیقی کی معرفت مشتبہ ہو جاتی۔ ہو المطلوب + آپ جس اخبار میں جوابات چھپوائیں اس کا پرچہ میرے پاس بھیج دیویں۔ فقط۔

خادم احمدی غلام حسین لیس نائک ساکن بھوجھال کلاں تحصیل پنڈ دادنخاں حال مقیم چھاؤنی جہلم پلٹن ۲۲ کی ع ۸ +